ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ
مثنوی ہشت گلزار

جسکی تی وسکی خلافت اداوم
شفقت و داد و عدل کی دھوم
سینہ باز خوابگاہ تدرو
وزد کی خوف سی نڈر ہر ایک
فیلسوف چند زمان و دانشور
ملک کی انتظام سے یکبار
روز و شب شغل بادہ خوار نشاط
پہونچا اکدم ہین وہ بقہر عدم
جور و ظلم و ستم ہوی معدوم
چنگ شاہین کا پناہ تدرو
چین سے سووی بخطر ہر ایک
راست کار و امین و نیک سیر
دی عنان اونکی ہاتھ بی تکرار
آب کاری کا آب جاری تہا
غیر اسباب عیش و سود و سرود
خوش سپاہ اور سب رعیت شاد
تہی غنم گرگ سی نڈر بہرتے
شہری خوش و روستائی آسودہ
جب ہوا اسطرح نظام جہان
کاردان خیرخواہ خلق خدا
کرکی یون بندوبست با دلشاد
مدرسے ہوئی تہی رات دن صحبت
رنج و غم کا نتہا وہان مذکور
گنج معمور اور ملک آباد
جا کی کنجشک باز پر کرتے
ملک سارے خدائی آسودہ
کرتی دلخواہ جملہ کام جہان
ایسی انسان بہت سی کر پیدا
عیش کرنے لگا عجب مراد
خوش آتی تہی اونکی ہی صحبت

اوسکا سالب ہی بہار بس زور
زندہ ہی لیتا تہا پکڑ وہ گور

کبہی جاندا کبت ملک بیجان
حق کی مخلوق ہین یہ سب حیوان

کرکے یہ عزم پہر یہ ٹہرایا
گور جو زندہ اسکی ہاتہ آیا

بعد اتو ین جاتا جب وہ پہر شکار
دیتا نخچیر کو نہ کچہہ آزار

جان سی جو یکی زینہار اوسی
جان و دل سی کری تہا پیار اوسے

ران پر جسکی ایسا ہوتا داغ
باندہ اور ہد سی وسی تہا فراغ

کوئی کرتا نہ پہر شکار اوسے
جیسی ہی ہٹ التا نہ بار اوسی

صید سی دل کو جب ملال آیا
ایک دن جی مین یہ خیال آیا

اپنی ہی جان جانتی سب کی
جان نہین بیچتی ہی یہ سبکی

جان سی جانکر نہ مارون کا
تن سی اوسکا نہ سر جدا ہونگا

گور کو زندہ کر اسیر کمند
رکہتا قید حیات سی ہین بند

ران پہ دیکی داغ آزادی
چہوڑ دیتا بہ داغ آزادی

بندہ داغی گور جب ہوتا
پاؤن پہلا دی دشت مین سوتا

چال ڈالی یہ اوس نی گور سی جب
شاہ بہرام گور پایا لقب

جانا بہرام گور کا دلارام ساتہ واسطی شکار نخچیر کی اور تغیر کرنی صورت دو آہو کی ساتہ کلک تیر کے اور سہل سمجہنا دلارام کا اسی ہنر کو اور چہوڑ جانا بہرام کا صحرا ہی بیدا مین مانند غزال دلارام سی دلبر کو

جبکہ برگشتہ ہوئی ہی تقدیر
اور ستارہ کی الٹی ہے تاثیر

کرنا کہین ہوا خدا کا یون
نکلا بہرام بہر شکار کو جیون

دونو صحرا نورد دشت بدشت
صید جو بندہ کرہی ہی گشت

دیکہ بہرام نی اوٹہا گہوڑا
تیر بس وہ کی ساتہ جہٹ جوڑا

گو ہی اوستاد فن تیر مین تو
چوکتا ہی نہین تو یکسر ہو

اوسطرح تیر توا ہوون پہ لگا
اسی مین تیری یہ جان و دل سی فدا

طنز سی یہ سخن جب اوسنی کہا
بولا بہرام کہہ نہ دیسر سی کیا

تو کہی گی جو کچہ کرونگا مین
امتحان سی نہین ڈرونگا مین

دل مین کہنا سما گیا اوسکا
اور یہ کہتا وہ پا گیا اوسکا

اوڑگی دونو سینگہ جو تہی لعور
نر کو مادہ بنا دیا اس طور

پہینکی یکبار گی دو چوبہ تیر
تاک کر ایک مادہ نخچیر

جب یہ بہرام نی دکہایا ہنر
نر بنا مادہ مادہ بن گئی نر

بولا انصاف کر تو ای عیار
پوری کین دونو شرطین کیا یکبار

تہی توقع کہ وہ بطرز یہ
بولی احسنت آفرین ورنہ

سحر اوسکو کہون مین یا جادو
کم نہین معجزی سی یکسر ہو

کام وہ تیری تیر نی یہ کیا
وہم انسان سی ہو نہ جو اصلا

بالیقین ہوگا کوئی ایسا بشر
کہ زیادہ وہ تجہ سے ہو بہنر

سنکی بہرام یہ سخن یکبار
رہ گیا کہول منہ کو جیون سوفار

پہلی اسباب اوسکا ہو ہی عیان
ہی دلیل اس سخن کی اب یہ بیان

تہی دلارام ہمعنان اوسکی
ہم سخن اور ہم زبان اوسکی

ناگہان گذری سامنی سی غزال
کوئی سیہ کوئی سفید کوئی لال

تب دلارام بولی کرکے نیاز
تیری قربان مین شاہ بندہ نواز

پر مین استادی تہی تب سمجہون
یعنی مین جسطرح سی تجکو کہون

یون لگانا ہی تیر کا آسان
امتحان کا مگر ہی اور نشان

ہی مرا تیر اسکے فکنی جو ہنر
کچہ نہین امتحان سی تجکو ڈر

بولی وہ یون لگا تو تیرا ہنر
کہ ہو نر مادہ اور مادہ ہو نر

وو دن مین فربہ مین بیٹہی نکال
مار اسینگون پہ نر کی یون فی الحال

کر چکا جب وہ نر کو یون مادہ
نہ بنائی یہ پہر ہو آمادہ

یون کہی دو نو اوسکی فرق پہ غرق
مادہ و نر مین کچہ نہ تہا جو نہ فرق

دو نو شرطین جو تہین بجا لایا
سن نی تحسین اوسکی [illegible] آیا

بن تو منصف کر اس ہنر پہ نظر
نر ہوا کیونکہ مادہ مادہ نر

بہر تحسین اوس نی کہول زبان
دی دعا کرنی یون لگی وہ بیان

دیکہی ایسی نہین ہنرمند ہی
ہی فقط قدرت خداوندی

لیک قدرت خدا کی ہی معمور
ایک سی ایک ہی ہنر مین دو

چاہتی ہی یہ دور اندیشی
دوسری کو ہو تیری پیشی

تیر سا ایک جگر کے پار ہوا
دل جگر دونو سی دو پارہ ہوا

یہ خبر جب ہوئی یہ خاص عام
دام حیرت میں پھنس گئے اہل خلقت

یعنی ایک آہو چشم جادو کام
دیکھنی آتی روز یہ صنعت

بین جب دشت میں بجاتی تھی
ہو گئی جب وہ شہرۂ آفاق

مار کر آہو پھر جلا لیتی تھی
سنکی بہرام بھی ہوا مشتاق

شکار گاہ بہرام

دشت زار دلارام

شکل گل کی خوشی سی پھول گیا
کہ شہ دا جاتا دشت تھا ہانسو مین
تھی جو خدام شاہ عالیجاہ
روز ملتی کرتی تھی جو بیٹھ کر وہ
اور نہ سقہ وزیر کہ عہدہ چھوڑ
ایک دالمین یہ سوچی تھا ہر ایک
بن نہ آتی تھی کوئی چارہ گری
آئی اک رات وہ پریشان جبھی
شاہ بہرام کا وزیر و مشیر
تھا وہ حلال مشکلات جہان
سب پہ مختار اوسی شاہ نے کیا
اوسکا ہر اک مطیع فرمان تھا
سب سلاطین نامدار جہان
کہ نہیں ہم مین طاقت اب باقی
ملک کا کچھ نہیں ہے ملک کو خیال
ورنہ مرتی ہین ہم تو صبح و شام
رخصت اونکو کیا بعز و وقار
اون سی یہ کہکی دلمین سوچ کیا
ہو وہ نقشہ کہ باہر کا ہی
سات قصر ایسے کہ جنمی ہر پا
روز ہر ایک مین ہو عیش طلب
صبح ہوتی ہی وہ خرد آرا
ساتھ پیغامبر بہت دانا
لائق بادشاہ و تاجوران
اور کہا اون سی ای پیامبرو
کام کر تم یہ کہ کی آوگے
جب ہوئی دختر و نکی وہ خواہان

مشغلے اور سارے بھول گیا
رہنا مشغول اوسی کی افسون مین
اور سب ویران جنگل و سیاہ
کوہ تو وہ نہ تھی ہین جو ستوہ
بیٹھین خلوت سکندری سے ہو موڑ
سوچھی تدبیر کوئی ایسی ایک
فرصت اونکو نہ دوری سی تھی گھڑی
ملکی پروانہ سان ہو پیش شمع
جسکی کامل ہر ایک تھی تدبیر
قائل اوسکی جہان کی دانایان
نظم و نسق ممالک اوسکو دیا
دوش سبکا بزیر احسان تھا
مانتی اوسکا تھی بدل فرمان
حد سی گذری ہی اپنی شتاب تھی
ہوتی اس حال سی ہین ہم پامال
کام ہوتا ہر ایک کا ہی تمام
اور اسباب کا کیا اقرار
یعنی تدبیر اسکی کچھی کیا
گاہ ہووے جو دشت کو راہی
آسمان سا ہو کنگرہ جنکا
اور کاپی نشاط مین ہر شب
خیر خواہ خلایق و دارا
عرض مطلب مین چست اور رسا
دی متاع نفیس بی پایان
جا کی بہرام کی طرف سی کہو
سر و پا ملک و مال پاؤ گی
کی کسیسی نہین نہ غیر از ہان

مین خاطر زبس وہ بہر آئی
دیکھنا یہ تماشہ نادر
روز کی دوڑ سی تھی ہلکان
کسکا زہرہ کہ دوری شیر
ہر گھڑی پاس چاہئی رہنا
جس سی موقوف آنا جانا ہو
روز آپس مین کرتی تھی باتین
شمع و آتش وہ منذر نعمان
ہم سبق اوسکا اور ہم مکتب
کاردانی مین تھا وہ لاثانی
اوسکی بی حکم کچھ نہ ہوتا کام
سر کشی اوس سی کوئی کرتا گر
یک زبان ہو کی سبنی حال کہا
رہ نوردی ہی یہ غضب کوئی
تو ہی دانای دہر و صاحب رای
اونکو نعمان نی تسلی دے
دیکھو کرتا ہون کیسی مین تدبیر
کیا کرون اب مین فکر جو بہرام
ایک شب سوچ مین وہی کٹتی
تا کہ بہرام شاہ خود رفتہ
یون ہی ہر روز بس ہی معمول
گہر سی جیون پھر باہر آیا نکل
ساتون اقلیم کی طرف یکبار
کیا کہوں کیسی چیز دی تحفہ
یعنی ہر بادشاہ کیوان جاہ
پہونچی القصہ وہ بہر کشور
بادشاہون نی کر بجان قبول

ہر سحر بس چال پہر آئی
دل ہوتا شاد خوش سی خاطر
تن مین باقی ہی اک کی جان
کچھ کہی عرض حال ہو کی دلیر
نسبت گو ہون پہ سختیان سہنا
گھر مین رہنی کا کچھ بہانا ہو
سوچتی تھی دلونمین سب باتین
تھا جو حکمت مین ثانی لقمان
یا وہ خود مشکل اوسکی سب سی
اوسکی مشہور تھی ہمہ دانی
زیر حکم اوسکی روم سی تا شام
رہنا باقی نہ اوسکی تن پہ سر
اپنی دکھ کا غم و ملال کہا
تھک گئی آہ ہم تو سب کوئی
تیری ہی رای اس سی بچائی
اور تھوڑی دنوں کی مہلت لی
بھولی جو صید گاہ اور نخچیر
منزل خانہ مین آ کی مقام
بات آخر یہ اوسکی دلمین تھی
عشرت آئین کری ہر ہفتہ
یا وہ صحرا و دشت جا دی بھول
اور یہ تدبیر اوسنی کی اول
سبع سیارہ سان گئی سیار
ایک سی ایک چیز دی تحفہ
اپنی دختر کا جہہ سی کر دی بیاہ
بحضور شہان دارا فسر
مقصد اونکا کیا قرین قبول

صفت گنبد سبزہ ساتون کی
برلب جو تہا مرغزار اک خوب
خاک پاک اوسکی تہی نشاط افزا
صاف دل کی کدورتین دہو دی
چاہا اوسکا ظہور جلدی ہو
ہندسہ دان تہا ایک شیدہ انام
کار فرما جو وہ بنا وہان کا
کنگرہ اونکا عرش سا ہو وی
ہر مکان ہووی اس قرینی پر
سنکی شیدا یہ حکم نعمان کا
سات ایسی مکان کئی طیار
جب کہ طیار ہوچکی یہ مکان
جسکی اتوار کی لئی تہی بنا
تہا سہ شنبہ کی واسطی جو مقام
پنجشنبہ کی واسطی جو بنا
اس سی ہی جب فراغت پای
دخل ان دوسری رنگ کو تہا
کہ کی ساتونکا سات رنگ سنگار
دائیان اور دوا سہیلی ہی
صندلی کوئی کوئی سبز رنگ
نسترن نرگس او چنبیلی
چنپہ صد برگ کیتکی گلزار
چاندنی گلبدن وجاگر کوئی
جو لباس اپنی رنگ کا پہنی
کوئی بیٹہی کہین سنگار کری
اک غزل خوان ایک نغمہ سرا
لیکی چٹکی کسیکی کوئی بہاگی

سات سے اپنی اپنے ساتھ ہی لای
تازگی جسکی طبع کی مرغوب
دلکش و جان فزا وہاں کی ہوا
زنگ کو خاطرونکی جہت کہوی
دخل اوس مین نہو دورنگی کو
اس ہنر مین کیا تہا پیدا نام
حکم نافذ ہوا یہ نعمان کا
پایہ ہر ایک کرسی سا ہووی
کرسی اوسکی فدا ہو زینی پر
اوس سنی ہاتہ رو کار بند ہوا
جس سی تہی ساتون آسمان نثار
رنگین اس رنگ وہ کئی ایوان
شکل خور زعفرانی اوسکو کیا
رنگا گلنار اوسکو جون بہرام
صندلی رنگ مشتری سا کیا
نہ بیت زینت پر اوسکی خاطر آی
ویسی ہی کل چمن مین تہی ہر جا
اپنی اپنی دیا مکان مین اوتار
آتون مغلانی بی بی اور باندی
بہتونکا چنپئی سنہرا رنگ
سیوتی و گلاب و البیلی
رعنا زیبا و ارغوان گلنار
دل لگن ہنسمکہ اور دلبر کوئی
دونی ہمرنگ کی نہ کیون وہ کری
پہر خود بینی آئینہ کو دہری
بیٹہی اک پاؤن نیچی لٹکا
گدگدی کرتی اسکو وہ لاگی

ساتون جب آئی ماہ نورانی
بسکہ سبزہ پر از طراوت تہا
آبحیوان سا تہا وہانکا آب
تا تہہ جب اوسکی ایسی جا آئی
سب عمارت بنائی کا سامان
جو عمارت بنائی تہا شیدا
سات ایوان بنا تو ایسی بیان
قصر جنت کو اوس سی آئی رشک
ہو ثبت ہر اک مکان کی سقف
سات الوانکی منگاکر سنگ
سات گنبد بنائی رشک سپہر
یکشنبہ بنایا تہا جو محل
تہا دوشنبہ کی واسطی جو وہ
چارشنبہ سی جو کہ تہا منسوب
جسکو نسبت تہی جمعہ سی پوری
تہی طوف مکان وہ جیسی
بن چکی جب مکان خاطر خواہ
تہی بہر رنگ جس مکان کی اساس
جس مکان کی لئی تہی ٹہرائی
کوئی سرخ و سفید کوئی گلفام
گل بہار و بنفشہ و سوسن
زعفران مشکی اور نیلی کوئی
سب پہ پوشاک سج سجا رنگین
ہر بت اپنی نگار خانی مین
کوئی اپنی اکڑ کی چہب دکہلای
کہیلی چوسر کوئی کوئی شطرنج
کوئی دو ہی بیٹہی ایک کو گالے

آئی پہر اوس سپہر اپی ثانی
غیرت سبزہ زار جنت تہا
جسکی پینی سی فتح ہوتا شاب
تہی حجابات اوسنی ملین ٹہرائی
دم مین موجود کر دیا لا وان
لوگ ہونی تہی دیکہہ اوس سی شیدا
جس سی ہون ساتون آسمان قربان
دور باغ ارم جو کہائی رشک
ہو خجل جس سی آسمان کی سقف
سرخ و سبز و سفید جنکا رنگ
رات دن جس پہ صدقی ماہ و مہر
سیہ اوسکو کیا برنگ زحل
سبز ریحان رنگا برنگ ماہ
جون عطارد کیا کبود اوسی خوب
زہرہ آسا رنگا وہ کافوری
پردی اور فرش بہی تہی ویسی
اون مین اگر مکین ہوتین وہ ماہ
تہا اوسی رنگ پر مکین کا لباس
تہی اسی رنگ و بو رعنائی
یاسمین بو و یاسمن اندام
گیندا اسا یلی کوئی غنچہ دہن
خوش قدم سہ لقا چمیلی کوئی
اپنی اپنی مکان مین جا کی رہین
بہرتی عاشق کا دل لبہائی ہین
کر اشارہ کوئی کسی کو بلائی
کہیلتی چہلسی اک کرشمہ سنج
کوئی چٹکی بجائی کوئی تالی

چنبیلی سی کوئی چنبیلی جڑ دیتی ہول / ہنس دو دال اہی پڑہ لاحول
کوئی بہنی کسی پہ کچہ بولے / کوئی جلت پر زبان کو کہولے

کہیں خندہ کہیں تہپاتی تہے / تالیون کی کہیں تہپاتی تہے
منہ بنا کوئی کسیکی منہ کو چڑہای / کہنی کی کوئی کسیکو کہجاسے

لیکی پینگ ایک اسطرح جہولے / کنگرہ جا کی عرش کا چہولے
باندہ کر اک دوشالی کی گاتی / گاتی پہرتی وہ گات دکہلاتی

چلتی جب کوئی دکہا کی چہب تختی / دیکہنی والون کی تہی کم بختی
کوئی سی لگا کی کہا دی پان / خون عاشق کر ہی بہر عنوان

لہوی اک گلعذار پہول کو توڑ / ڈالی اک ہاتہ دوسری کا موڑ
کہی خندی کسیکو کوئی چہنال / کوئی برا مانی کوئی جا دی ٹال

جلدی ہر ایک کی سجاوٹ تہی / کہیں لگاوٹ کہیں کہاوٹ تہی
اونکا کب تک کیا کرون مین بیان / الغرض تہی ہر ایک آفت جان

اک طرف ساقیان مہگون لب / لیکی اسباب میخوری کا سب
مستعد بیٹہی اور بلاسی نہین / مشتغل کوئی کسی کی کہانی مین

غرض اسباب عیش کا یہ تمام / تہا پی استراحت بہرام
کر کے نعمان نی سب یہ طیاری / آیا بہرام پاس یکبارسی

جسطرح سی کہ تہا وہانکا داب / کر کی تسلیم و کورنش آداب
دست بستہ ہو عرض حال کیا / مژدۂ جان فزا سنا یہ دیا

گہر مین اب مین غزال شیرین کار / کہیلنا یان عبث ہی بہر شکار
آہو چشم ایسی گہر مین ہون [illegible] / کیا ہی لازم کہ لیجی دشت کی راہ

وصف اونکا کیا غرض یان تک / دل کو بہرام سکے لکی چٹیک
سنکے ادیکہ خوش یہ جاٹ ہوا / دشت سی صاف دل اوچاٹ ہوا

آگی دیکہا جو وہ ارم سا مکان / گل کی صورت وہ ہوگیا شادان
کرتا گلگشت باغ و سیر چمن / اینچو سا ہرا بہرا گلشن

ہر مکان دیکہا اور مکین دیکہا / آسمان ایک بر زمین دیکہا
دیکہا جو وان وہ تہا بوضع جدید / ہوتی حیران تہی جنکو دیکہکی دید

حور و غلمان سی پر تہا رشک بہشت / جسپہ قربان ہزار دیر و کنشت
آئین جیسی بسر و وہ مہ پارہ / ہوگئی بند چشم نظارہ

ہر اک آشوب جان و فتنۂ دہر / آفت جان مردم وہ شہر
ایک غمزے سی اور یہ نیم نظر / زہد و ایمان و دین کی غارتگر

آتیان جب نظر وہ عقل فریب / بہاگی آرام و ہوش و صبر و شکیب
بت غارتگر شکیب و قرار / اس سی کرنا حذر بہی ہی درکار

انکو دانا جو دیکہ رستے ہین / الحفیظ الحفیظ کہتے ہین
گر ہو تجہ سی تو ان سی ہو ہشیار / ہم تو بیہوش ہو گئی ای یار

حذر انسی کیا نہیں جاتا / سن انہون کی کہا نہین جاتا
دیکہ بہرام کو وہ عشوہ فروش / ہو گئی ناز و نیاز سی مدہوش

الف قد کو کر کی خم جیسون جیم / لائین سو ناز سی بجا تسلیم
دیکہ اون کا فرو کی طرز سلام / کر کی مجرا کہسک چلا آرام

جبہہ سا ہو کی شہ کی قدموں پہ / دی دعا یہ کہ شاہ نیک اختر
سر پہ عالم کی ہو ترا سایہ / آسمان سا بلند ہو پایہ

ہو وین بد خواہ نیست اور نابود / اور رہین خیر خواہ سب خوشنود
لاکی پہر کشتیان بر از گوہر / کی نثار اتنی شاہ کی سر پر

بن گئی جو زمین پہ رشک سپہر / گوہر انجم تہی آپ نہین مہ و مہر
بادشہ نی بہی لطف شاہی سی / بوسی ہر ایک کی جبین دی

کر کی اک اک کی حال سی پر شر / کی وہ بخشش جو تہا حق بخشش
تخت شاہی پہ جلوہ فرما ہو / سامنی لیجی بیٹہا ساتون کو

بزم آراستہ پہر ایسی کی / جم نی جو خواب مین بہی نہ دیکہی تہی
تہا جو نعمان تو سی دور مدام / ساتہ ساتون کی جل رہا تہا جام

رانکی صحبت سی ہین ہوا وہ شاد / جو نہ عیش گذشتہ آئی یاد
پہر نعمان کا روان کو بلا / آفرین بارک اللہ اوسکو کہا

ایسی خدمت کی تہا جو کچہ شایان / کی وہ بخشش کہ خوش ہوا نعمان

گلزار دوسرا تشریف لیجانا بہرام کا روز شنبہ گنبد مشکین میں اور عیش و نشاط کرنا اوسکا صنم ہندی کی ساتہ اوس مکان ہشت آئین میں

روز شنبہ ہوا جو غالیہ سا / شب کا باد دہر نی مشک گہسا

سیاہ محل

ارباب نشاط

شاہ کیوان حشم بلند مقام
مہر برج شرف شہ بہرام

صبح کی پوشاک سب وہ کیوان تلف
دیکھ کر جسکو ہو زحل بھی تلف

برج مشکین مین جلوہ گر وہ ہوا
نافۂ مشک چین گہر وہ ہوا

بیٹھا آ تخت آبنوسے پر
دو ہر سیہ سر پہ خسرو ہی نفیر

صنم ہندوئی وہ ماہ تمام
رکہی جن مہران پہ تہی جو مقام

کمر بندگی کو باندہ کے بہت
اور سراپا لباس کی درست

صورت ساقیان قاعدہ دان
نقل و مے جام لیکے آئی دوان

جب ہوا بہ فزان سپہرہ و ماہ
دور مین جام آگیا خاطر خواہ

اک طرف مطربان زہرہ نوا
کرلی کانی بجانے کا چرچا

مجلس آرا صنم وہ ماہ جبین
کچھ حیا کچھ غمزہ و کچھ تمکین

کر رہی تہی بصد کرشمہ و ناز
اولکونہ کے شکار جون شہباز

تہی سحر سے غرض کی شام تلک
مے و صہبا خوری نقل و گزک

آئی جب شام اور چھپا خورشید
چاندنی چاند کی بچھا دی سفید

روشنی ڈھلکی ہو گئے کافور
شب مہ آئی بافزاوان نور

شاہ بہرام تہا جو مست شراب
سوئی خلوت سرا چلا پی خواب

ہاتہ مین ہاتہ دی وہ مہ پارہ
آئی خلوت مین لیکے یکبارہ

جا کی لیٹا پلنگ پر جب دم
بولا افسانہ کہ کوئی اسدم

کر زمین بوس اوس لی اور تسلیم
عرض یون کی کہ شاہ ہفت اقلیم

تا جہان ہے تو کر جہان شاہی
تیری تابع ہو مہ سے تا ماہی

تاجداریکا سر تری ہو تاج
دین تجھے شاہ روم و شام خراج

ہون شکستہ زبان مین عقل ہر
زلف آسا مجھے نہین ہے سودا

ایسی تو ویدہ ہی مرے تقریر
کہ نہین سکتی کچھ جو ہو کی دلیر

تابع حکم سر جو ہون مین کنیز
کو نہین نیک و بد کی کچھ تمیز

کہتی ہون اک فسانہ کر چہ بہت
گر پسند آئی تو زہی عزت

افسانہ کہنا اوس کافر جادو تقریر کا اور عجب آفرینی انجام پہونچانا اس قصہ بے نظیر کا

عرض کی سنتی شاہ عالی جاہ
اک سراندیپ مین تہا شہنشاہ

کہتی سلاطین اوس سے تہی دیتی خراج
لیکی وہ باج بخشتا تہا تاج

لاؤ لشکر تہا اوسکا حد سے فزون
اور خزائن شمار سے بیرون

ملک اوسکا وسیع تہا سب سے
پایہ اوسکا رفیع تہا سب سے

ہتہی فوجین ایسی کہ جنکا ثانی نہین
جنکہ ہوا اوسکی کارخانی ہین

رنج و غم اوس سے پہرتی تہی بچکی
کرتا تہا وہ نشاط بی کہٹکی

تہا عدو بند اور دوست نواز
عدل و نصفت فزا و ظلم گداز

اہل دانش تہی اوسکی پاس عزیز
تہی ایکون اوسکی باتمیز

جمع دانائی ہر تہی اوس پاس
شرفا و نجیب اشرف ناس

ایسی لوگون سے اوسکو صحبت ہے
تفرقون اور پاجیون سے نفرت ہے

جسکو دانا بڑا وہ پاتا تہا
ہمنشین خاص اوسے بناتا تہا

آپ بہی تہا بڑا سلیقہ شعار
نکتہ دان تیز فہم خوش گفتار

حق نے کو دی ہر ایک نعمت
لیک سب سے یہ تہی بڑی نعمت

تین تہی اوسکی دلربا فرزند
ایک سے ایک بڑھ کے دانشمند

رکھتی تہی وہ بڑا ہی فہم رسا
آگہی اونکا سنکے ذہن و ذکا

کام مین سلطنت کی دانا تہا
سب قوی ہیکل اور توانا تہا

تہی شجاع و سخی حلیم و دلیر
بیشۂ رزمگاہ کے سب شیر

زور و قوت مین سنگ خارا تہے
رستم وقت وہ تہمتن تہے

معدلت کیش و عدالت کوش
صاحب دانش و تمیز و ہوش

ہو فلاطون اون سے تعلیم
فیلسوف زمانہ تہی وہ حکیم

کیا بیان کیجی اونکی اور کمال
تینون لاثانی تہے وہ بی ہمال

نظم و نسق جہان اونسی ہوا
کرنہ غیرون سے کسو کام رہا

ہو وین اللہ انکی جب ایسی
کہ نہ مشکل جہان مین وسیی

التجا پہر کیا کسی سی رہے
اور کیا مدعا کسی سی رہے

سچ مثل ہے کہی ہین دانشور
کہ جگر بھی جگر ہے دیگر

ایکدن شاہ عاقبت بین نے
یعنی وارائی دارا آئین نے

تینون کی تہین کیا حضور طلب
امتحان تا کری اونہو کا ادب

دل کی ہر ایک کی ہوس دیکھے
تھک امتحان پہ کس کس دیکھے

پست ہمت ہین یہ چالی طرف
زال پیادہ کہائی گو جو بن
ایسی اولاد حق سبہو کو دی
یہ چلی یہ بہد راحت ہین
سختی اصلا نہین اوٹہاتی ہی
جو نہو بہوک پیاس سی واقف
پیادہ دیکہا دور دوکہ وہ کیا جاتی
رنج جب تک نہ یہ اوٹہا وینگے
ہو غضبناک اور چین بہ جبین
پست ہمت ہین اور دون خصلت
شہر کی باہر آو انکو نکال
جاتی تینو نکا پیادہ قافلہ دو
ہو کی منقاد وہ بحکم پدر
گہ بویرانہ گہ آبا دسے
ہمدم آہ و ہم قدم بہ الم
ایک ایسی تہی نہ کوئی منزل
رہ نوردی کی تینون نہ طالب
یعنی اک زنگی سیہ چہرہ
کہ ادہر سی ادہر او دہر سی ادہر
آہ میرا ہوا ہی اونٹ اک گم
گو او نہون نی نہ اونٹ دیکہا تہا
ایک بولا کہ راست بتلا نا
سن یہ دونون نشان وہ دو لنگ
بولا ہان سچ ہی لیک یہ بہی تہا

خوب مطلب کا بوجہتی ہین جو
پہ قریب اوسکی ہی ہین یہ این
دشمنون اور دوستون کو دی
سایہ پروردہ ناز و نعمت ہین
پرورش گہر ہی بیٹہی پاتی ہی
بہوک کی کب ہو پیاس سی واقف
رہ نوردی کا دکہ وہ کیا جانی
رحم کب عاجزونپہ کہا وینگی
کی ہر اک کو ہزار ہا نفرین
خوب بدطالع اور بُرے ہین طینت
لق و دق دشت مین انہین ڈال
نہ سواری نہ زاد راحلہ دو
ہوئی تنہا شہر بدر سی وہ بین بدر
جادہ پیمائی دشت بیدادی
ہر و بہ کی طرح قدم بہ قدم
جسمین کچہ تجربہ نہو حاصل
جاتی تہی ایک شہر کی جانب
بستہ گری وہ خو کردہ
صورت گرد باد خاک بسر
گر یہو دیکہا تو جی بتاد و تم
لیک کہتی تہی بسکہ ذہن رسا
جانب چپ سی اونٹ ہی کانا
بولا ہان جی ہی کانا ہی اور لنگ
دیجی صاحب کہہ ہی کیدہر وہ گیا
سمت کو سنتی ہی وہ بدخصلت

کینہ پرور نہین ہین سینہ صاف
ملک و رزق کی لئی اک بار
نہی طالع کہ یہ عقیدت کیش
سرد و گرم زمانہ سے آگاہ
نکلی جسکی نہین ہوا سے بو
پیادہ پائی کا جو اوٹہائی رنج
بادشاہی جو ہی شبانی خلق
اس لئی کی یہ شاہ نی تدبیر
اور کہا تینون ہین یہ نالائق
شکل سی انکی ہین ہوا ہون نفور
میری سرحد ملک مین زنہار
الغرض تینون ماہ رشک بدر
نکلی نی زاد و راحلہ محزون
کہاتی رنج اور پیتی غمکا زہر
ہو کی سرحد خسروی سی بدر
واردات ایکدن ہوئی یہ عجیب
ہوئی ظاہر یہ خواہش اللہ
راہ مین ہو گیا دو چار انسی
پہر کی ہر سو تہکا مین آوارہ
تہکو اسکی جزا خدا دیگا
دیتی لاگی تہی وہ بت ویکہی
دوسری نی کہا کہ ہی لنگی
تیسرا بولا وٹہا کہ ستا ہی
تینون نی ہاتہ اوٹہا کی یکبارگی
اشتر بی مہار کی صورت

لی ہی باہم بہ او روتی خلاف
نہ لگر منگی یہ تینون برخوردار
پیش ہین ہنگی اور تال اندیش
نہین مطلق یہ میری لخت جگر
پہر کیا جانیگا پرائے دو
اور سو طرح کا جو پاتی نہ رنج
بخدا ہی وہ پاسبانی خلق
یعنی غصہ مین آ بلا تاخیر
تج انسی بہت ہوا ہین دق
ہون یہ کم بخت میری پاس سی دور
شہر مین گر رہین تو ڈالو مار
چہرہ نورانی سپہر قدر
کرتی دل مین خیال گونا گون
پہرتی تہی گانو گانو شہر بشہر
پہونچی بارے بکشور دیگر
سنیو شاہا کہ سانحہ ہی عجیب
حلقہ مین جسکی ہی سپید و سیاہ
اور لگا کہنے آہ مار انسی
چارہ گر ہو کہ ہون مین بیچارہ
اور یہ بندہ دعا جدا دیگا
اور کہنی وہ یون لگی اوس سے
ایک پا مین ہی اوسکی ہی لنگی
دانت ہی اوسکا ایک ٹوٹا ہی
سمت بہی وہی تہا بہ عیاری

جنگل

لیتی لیتی لگا ہی ڈک بہرنی
وہ گیا او سطرف چلی تہا ادہر
چلتی چلتی بس تہکی تہی نپٹ
کہا نا کچہہ کہا کی سو گیا کوئی
آیا دوڑا ہوا انہونکی قریب
کیا کرون اور اب مین جاؤن کدہر
بولا اک اوسپری سنو دو عمل
تیسری نی کہا کہ وہ عورت
انکی فرہین سے ہی ہو غافل
سچ ہے اور ہو گریبان گیر
سفر کی لئی لگا تی گہات
ہاتہہ سی انکی ہای رہگذری
دہنی بائین سی آئی جب مردم
نہ کہی جز بدی انکو سی کچہہ
جاؤ تم چارو بادشاہ کی پاس
یان لڑو جہگڑو مت وہین جاو
روبرو جا کی شاہ کی یکبار
تینو نسی پہر یہ بادشہ نی کہا
پہر جو اون سب مین تہا بڑا دانا
دی یہ اول دعا کہ دولت شاہ
ہم مسافر غریب گرد جہان
بہر تماشا و آزمایش کار
گذرے جس شہر اور دیار مین ہم
ناگہان یہ ستیزہ خونریزی
ہنسنی کی سواہ ہنسی ہانکی گپ
کر نی اس سی ہنستی تہی لازم
تیرا چہپا ہی کیا دروغ ہزار

اور لگی تہین دعا کرنے
کرتی صحرا کی سیر سر تا سر
دیکہکر ایک سایہ دار درخت
لنبا سنبری یہ ہو گیا کوئی
اور کہنی لگا کہ ہای غضب
اور وہ گم گشتہ آہ پاؤن کدہر
اک طرف روغن اک طرف ہی عسل
حاملہ بہی ہی ای نکو سیرت
یون یقینا کیا گمان باطل
یون لگا کرنی خروہ شور و نفیر
پہرتی ہین ہر طرف یہ نتہا بیہات
بچنی باقی نہین ہین ایک ذری
ہو گئی تب تو ہوش انکی گم
کوئی کچہہ بولتا تہا کوئی کچہہ
عدل پر اوسکی کام کی ہی اساس
راجہ جو کچہہ کہی رہی ہی نیاو
کہا رنگی نی الغیاث پکار
دہی جہوٹہ یا ہی سچ کہتا
نسبت اور رنگی تہا وہ فرزانا
رہیو باقی ہین تا کہ مہر و ماہ
آسمانکی طرح سی چرخ زنان
اور ہمکو غرض نہین زنہار
کسکی نظارہ وان سی کی تہی ہم
آیا با کاروان دلتنگی
اس سی ہنسی کو ہنسی ہانکی گپ
واقعی ہنسنی کی تو ہین ہم ہم
راست ہو جاتی ہنسنگی آخر کار

دی بہی کو یہ کو کہ نکلی چل
تینون جاتی تہی خوشدل و خرم
اوسکی سایہ تلی کیا آرام
اتنی مین پہر وہ زنگی بدخو
آہ دوڑا پہرا مین چارو کہونٹ
یہ ہنسوڑا اوسکو دیکہکر بیتاب
دوسری نی کہا کہ سن ای یار
سن یہ تینون نشان ع نا فہم
ہین یہ طرار و کیسہ بر قزاق
دوڑو لوگو کہ چور مین پایا
جسکا باقی ہین یہ متاع و مال
سنکی اوسکی دوہائی اور چہیا
افکی واویلا کوئی نہ سنتا تہا
بات ٹہری غرض یہ آخر کار
ہی وہ حلال مشکلات انام
اسپہ کر اتفاق اور ہو ہم
اور پہر ابتدا سے آخر تک
تب اونہون نی کہا کہ تہی ما بیست
نرم گفتار و چرب و شیرین گو
دوست ہون شاد اور عدو پامال
ایک دو سال سی بصد خواہش
تا نشیب و فراز دہر پلید
کشتیٔ آب و دانہ آج ادہر
اشتر گم شدہ کا پوچہا سراغ
گرچہ دیکہا شتر نتہا ہمنی
منہہ سی بات اک نکل گئی تہی
دل مین کچہہ اور سوچ یہ بی پیر

دیکہین پہر اونٹ بیٹہی تہی جس جا
ہنستی اور کہیلتی قدم بقدم
ایک دو دم وہان لیا آرام
صورت گردباد پہر ہر سو
پہر نہ پیرا ملا کہین اونٹ
یون لگی کرنی وس سی پہر بہتان
ایک عورت بہی ہیکی اوسپہ سوار
کچہہ کا کچہہ کیا اوٹہا گمان و وہم
انکی ہاتہون سی ہی خراب آفاق
خوب انہون نی مجہی ہی دوڑایا
چہین لیتی ہین گہ کی دم فی الحال
خلق چارون طرف سی دوڑ آئی
جنسنی ہی کو سمجہتی تہی سچا
یان تو کہلتا نہین یہ کچہہ اسرار
اسکا حل اوسکی آگی ہی کیا کام
آئی خواہان حکم پیش حکم
کہہ سنائی وہ گفتگو یکسب
ہین بتاتی تہی یہ بیکم و کاست
اند ہی باتونکی وہ بتالی کو
جاہ لونڈی ہی ہای غلام اقبال
کہاتی پہرتی ہین چارسو گردش
تجربہ نت کرین بو ضع جدید
کہینچ لائی تہی شاہ دین پرور
بولی کچہہ ہم کہ تا ہو جاؤ دماغ
عقل سی پیدا دیا بتا ہمنی
پا گئی وہ قضا رسکار فروغ
ہو گیا بس ہمارا دامن گیر

ہمنو سب کہہ چکی جو کہنا تہا
سنکی یہ آگ بن گیا سلطان
حق جو تہی سو وہ کہہ چکی تم بات
گاہ ہوتا ہی راست گوئی دروغ
اونٹ اور مال اسکا لادو سب
دیکہو جبتک نہ اونٹ لاؤ گی
سنتی تفرین ہر ایک سی کم و بیش
رات یونہی گئی غرض وہ گذر
بجتی روز پر ہو مہر سوار
پکڑی اک خارکش مہار اوسکی
مین گیا کوہ کی طرف جو گذار
دیا عورت نی جو نشان مجہی
خوش ہوا ساربان شتر پاکر
اور کی عرض کا ہی شہ عادل
فضل شاہی سی مین نی سب پایا
بیگناہونکی دینی سی دکہہ درد
عذر کرنی لگا بصد الطاف
پہیر کہنی لگا یہ ہر اک سی
کیونکہ بن دیکہی ہوئی چیز نشان
اور کم و بیش کر بتاؤ گے
پہیر اون مین سی ایک نیک نہاد
مین نی کور یکا جو دیا تہا نشان
دوسری جیسا اوس نی بہر شعار
دوسری نی کہا کہ شاہ جہان
تہا نہ بیوجہ بلکہ تہا یہ نشان
تیسری نی کہا یہ کہول کی دانت
دانت ٹوٹا جہا لگا تہا یہ ہات

عدل اب ہاتہ آپکی ہیگا
گرم ہو کر کہا کہ ای نادان
اب نہوگا تدارک ما فات
نہین پاتا ہر اک دروغ فروغ
نہ بتاؤ اوڑان گہاتیان اب
قید سی مخلصی نہ پاؤ گے
بہیجی زندان مین تینون دلریش
اور ہونی لگی نمود سحر
جلوہ گر شرق سی ہوا اکبار
مع مال اور زن سوار اوسکی
آنکی دیکہی بشاخ اسکی مہار
اور بتایا ترا مکان سبہی
اور دیا نقد کچہہ اوسی لاکر
اشتر گم شدہ گیا جہی مل
قیدی اب ہون چہوڑانی کو آیا
کہینچی شہ نی جگر سے آہ سرد
اور کہا کیجئی خطا یہ معاف
تمنی بن دیکہی جو بتائی پتے
ہی یہ حیرت کہ کیونکہ دی انسان
تو سزا اسکی دیکہو پاؤ گے
بولا حق آپکو رکہی نت شاد
سنئی اسطور سی ہی اوسکا بیان
منہہ نہ ڈالا تہا راہ مین زنہار
پا ترا ہو بغرق تا جوران
کہ چلا تہا وہ ایک پاؤن کشلان
دانت اک کم بتایا تہا اس بہانت
ثابت او سچا رہا تہا او تنا پات

کی نہ پہر شہ نی کچہہ کیو کاوش
پہلی تو راز دل زبان پر لائی
تیر جب شست سی ہی ہای پای
جانی دو باتین اب بہت نہ بناؤ
چہوڑ دو چاپلوسی سالوس
سنتی ہی حکم شاہ عیسی نفس
کہتی آپسمین تہی یہ شور مچا
لیلی شب نی چڑہ بناقہ ماہ
اشتر ساربان ہوا تہا جو گم
لا کی دروازی پہ ہوا حاضر
دیکہہ کر یہ درخت پر مین چڑہا
رہنمونی سی اوسکی ہی ہاتی
ہوکی ممنون اوسکا سر تا پا
مال و اسباب سب ملا مجہکو
اون بچاروں کا کچہہ گناہ نہین
بندیخانی سی اونکی تینون بلوا
دلبری کرکے اور دلداری
مجہکو بہی تو کرو ٹک اوس سی خبیر
گر درست اور راست بتلایا
حسن نوازش کا وعدہ دانشور
روشنی پای چشم اہل یقین
شاخ و برگ اونٹ نی جو تہا کہایا
تیز تہی سی مین نی یہ جانا
مین نی جو اوسکو یہ دیا تہا پتا
دیکہہ یہ چال شاہ با فرہنگ
برگ و شاخ اونٹ نی جو کہایا تہا
برگ جب یون نظر پڑی ہی مین

اور حقیقت کی درا پرسش
اب وہ کیونکر چہپی تہا جو چہپا
نہین ممکن کہ پہر پلٹ کر لائی
لی گئی ہو جو کچہہ سو جلدی لاؤ
ورنہ کرتا ہون مین تمہین محبوس
لی گیا قیدخانی مشکین کس
ہم پہ ہوتی روشنی طبع بلا
لی سوی قیس مہر چہر سی راہ
جسکا احوال سن چکی ہو تم
اور کہا یون کہ کام کی خاطر
اور دی اونٹ کی مہار چہڑا
چیز تیری مین تجہکو پہنچائی
دوڑا خدمت مین بادشہ کی گیا
بیٹہی گہر لی طلب ملا مجہکو
آپ اب چہوڑ دیجئی اونکی تینون
اور خجالت سی سر کو نیچی جہکا
خلعت ایک ایک کو دیا بہاری
اپنی اپنی سنا کی تم تقریر
دونگا اور خلعت گران مایا
بادشہ کی ہوئی ثنا گستر
اور ہو کور دیدۂ بدبین
اک ہی جانب مین وہ نظر آیا
کہ ہی لی شبہہ اونٹ یہ کانا
کہ ہی اونٹ ایک پاؤن سی لنگڑا
مین بتایا تہا اوسکی پا کا لنگ
نیم خوردہ اوسی مین پایا تہا
تب مین سمجہا کہ ایک دانت نہین

اورین تہی بہار ہی ایسی پر
دلکو فرقت کی ہونیکا غم ہے
رکہتی پانی کی تم ہو خاصیت
بند ہوتا ہی جبکہ آب لطیف
کر دیا تردد راحلہ طیار
طی کمان راہ کو مطالع سعد
جیسی تقدیر انکی پہیری ان
مان بہن کو ملی دلی راحت
تہوڑی دن مین ادا ودکہین در
شادیانی طرب کی بجنی لگے
کوئی لیتی بلائین آتی تہے
تیل و ماش اور تگی کوئی لائی
ناچ اور رنگ بس لگا ہونی
دیکہی بیٹی جو ایتی یوسف چہر
اس لئی اوسنی بیٹو نکا سامان
رنگ مشکین ہی اقتی بہتر
گرنہ ظلمت مین آبحیوان ہو
شب جو ظلمت مین خوبنا اتق ہر
دلکشی مین نہو وین کیون یکتا
جبکہ یہ داستان مشکین بو

آج ایسا ہی کون دستور
مغتنم ہی یہ دیدہ جو وم ہی
بند کرنا ہی دور از حکمت
صاف ہوجای بی غلیظ و کثیف
دئی سو سو ہر ایک کو دینار
گہر مین آ پہونچی تہوڑی دنکی بعد
پہیری یون ہی وہ پہیرتی تہی دن
دلکو ہر ایک کی ملی راحت
بچہی سجا بساط سور و سرور
سرو پا چہوٹی اور بڑی کو ملی
کوئی دیتی دعائین جاتی تہی
پوچہتی کہین سی کوئی خبر آئی
درد و غم جا کی چہپ گیا کہ نی
بدری ایسی آئی جوش مین ہر
کیا مشکین بشکل زلف بتان
مردم دیدہ پر کرونہ نظر
تو ہو جان بخش کس طرح سی وہ
سبب راحت خدائق ہے
مشک اذفر سا رنگ ہی انکا
کہہ چکی نازنین مشکین بو

لسی سو فائدے ہوئی حاصل
پسر ہو سیاح تم جہان نورد
پانی رہتا ہی جیسا تک جاری
عذر یون کرکی اور منگا خلعت
تینون خوشحال خسرو خندان
انگر مادر و پدر سے ملے
جسطرح اونکی بچہڑی آن ملے
منتین مان نی جو جو مانی تہین
پوڑیان دونا دی کیا کونڈا
سب کو حاصل ہوئی جو فرصت تہی
صدقی ہوتی تہی دو ڈر کر کوئی
گوہر و زر نثار ہونی لگے
پیر کنعان کی شکل باپ انکا
ملی بینا تہی انکہڑیون کی شفقن
تاج و تخت و لوا نشان و علم
کرسیہ مست ہین یہ متوالی
ماہ کا چہرہ ہو نہ نور اسنی
خال مشکین عنبرین مویان
کیون بت ہنہا ہون نشخم و شنگ
شاہ بہرام سو رہا جہٹ پٹ

لاکہون ہی قاعدی طرح حاصل
گر زمین گاہ آسمان نورد
ہین گی وسیمین بطا فتین سیار
دیکی اون تینونکو کمال رخصت
اپنی گہر کو چلی دو شکر کنان
پدر پیر موزہ گر سے ملے
یون ہی سکی ملا ہی جو بچہڑی
نذرین پیر و نکی جو جو ہانی تہین
پیر دیدار کا دیا کونڈا
کہین مبارک کہین سلامت تہی
واری جاتی تہی آہ ہر کوئی
زر سر دن پر تصدق ہونی لگی
روتی روتی ہوا تہا نابینا
موئی کافوری ہوگئی مشکیز
مشک سا کر دیا سیہ وسی دم
خوش وہی رنگ سیہ سی ہت والی
آئی جب تک نہ شام ظلمانی
زلف و گیسو و جعد مہ رویان
خال ہندو ہی انکا مشکین رنگ
ماہ مشکین لباس ساتہ لیٹ

گلزار تیسرا تشریف لیجانا بہرام کا روز یکشنبہ گنبد زعفرانی مین اور ساتہ صنم نیمروزی کی تمام روز عیش کر مشغول ہونا رات کو کہانی مین

روز یکشنبہ کی ہوئی جو سحر
صورت مہر چست اور چالاک
تہی جو خورشید نیمروزی آن
اوسنی پہنا جو شاہ کو آتی

مہر دیدار شاہ نیک اختر
زعفرانی پہن کی سب پوشاک
نورسی روشن اوسکی تہا وہ مکان
اور تشریف اسطرف لاتی

یعنی بہرام گور کیوان جاہ
زعفرانی نشاط کر حاصل
پہنی پیزر سنہر رنگ لباس
اوٹہ کی اپنی مکان سی با صد ناز

مہ خدم خور علم نجوم سپاہ
گنبد زر دمین ہوا داخل
شہنیک تہا کی اور چست شتابیار
عشوہ و پرداز اور کرشمہ ساز

آئی اس چال سے کہ بس بہرام | ہو گیا پایمال طرز خرام
سامنے لا اپنے تخت پہ بٹھلا | شیشہ و جام و بادہ لا رکھا

سامنے جب وہ عشوہ گر آئی | بس چکا چوندہ میں نظر آئی
رہی تا شام یوں ہی محفل گرم | گاہ شوخی سے گہے ادا گہ شرم

نوخط کرتی ہین تھا او نہین تصور
لیک ہیجان فہم ہی تھی دور

دل ہی مین پیچ و تاب کھاتی تھی
دینی کا زک نہ داون پاتی تھی

نیش عقرب نہ انکی کہین سبت آ
مقتضای طبیعتش انیت

ہاتھی ایسا اکر پہناتے ہم
رزحسن کی طرح سی پاتی ہم

آتش شک سی سدا جلنا
دست افسوس جیون مگس ملتا

بعد صد فکر و غور خوض عمیق
بہر اران تلاش و زعم دقیق

مفت کا یہ جو پایا ہی سوتا
کتنی سو من اوڑا یاسے سونا

فہم وان تک رسائی نہین پاتا
نہین میزان عقل مین آتا

ہاتھ آیا ہی رشتہ سر در گم
لگیا ہاتھی نکل ہی اسکے دم

نشہ سی جاکر یہ گرہ وان اٹھا
نہ گلا دیکا فیل وہ زنہار

نشہ اگر تو لتی پہ آ و یکا
یہ ترازو یہ کب سماوے کا

چال اب سوچنی کوئی تازی
مات ہوجای تا کہ یہ بازی

اگر کرون مین بساط یہ کوتاہ
جاتا ہے باہی خزانہ شاہ

کیا مین تدبیر اب کرون بیدل
اکہنا مشکل نہ کہنا ہی مشکل

ایسی حرفت کی کہی کچھ بات
سیکہی تا حسن یعنی ان کی بات

اپنی جورو کو اوسکی بھیجا گھر
ساتھ سوغات خوبسی دیکر

آشنا جبکہ اہل خانہ ہوئی
ایک کی دوسری دوگانہ ہوئی

تحفہ سوغات بارہی ہر اک دم
ہوئی دونو کی نت لگی باہم

ہوتی آپسمین پہ و زرانہ و نیاز
رہتی پنہان ہمد کر کچھ راز

اپنی عورت کی تیئین مکر و فسون
حرف مطلب لگا پڑہانی یون

کرکی سو رنگ سی فسون سازی
کیجو آخر یہ نکتہ پردازی

وہ سہرا ہی کہان اب ایسا پیل
بولون کو وان کہین پایل

کسکی قدرت بنائی پیل ایسا
دخل کیا ہی کہ پن سکی و بسا

تو لتی یعنی پیل یہ کیونکر
اسمین حیران سبھی ہین [illegible]

باتین یہ کہکی لا پہراسن ڈہب پر
کہ وہ شوہر سی سیکہ لی یہ ہنر

سنکی یہ بات وہ زن غدار
زال دنیا سی ہی سوا مکار

واری قربان جادوگانا پیہ
لیکی جب جٹ بلا تین سب تمام

حاسدون کی حسد نی بار خراش
خار خار حسد سی تھی بخراش

گیا وہ پاتی حسد سی آہ خلاص
ہی مثل خاص لایحب القاص

اس لیئی کر رہی تھی لیش وہ داون
ہاتھی کی پاؤن مین سبکا پاون

ایک معتوہی جو تہا بڑا پر فن
فتنہ گر حیلہ ساز اور بد ظن

دہیان اوسکو یہی تہا صبح و شام
کیونکہ دیجی حسن کو اب الزام

دل مین سوچا یہ اپنی وہ مردک
کم ہی یہ پیل وزن مین بیشک

لیک اوسکا ہی تولنا دشوار
اور یہ عقدہ ہی کہولنا دشوار

رخ کدہر اسپ فکر کا موڑون
پیل بندہ حسن کو جو توڑون

دم ہی اسکی کراب نکل جاوی
پاکی شہ سی مات وہ کہاوی

شہ کو کر تول کی نہ چال تباون
ہی یہ خطرہ نہ شہ خفا مین کہاون

اسکی منصوبی ہین ہی رخ کی لجاج
بازی ہی کشت و زن کی محتاج

ایسی شاطر سی گر مین دل افسرد
رہون قائم ہی تو بڑی ہی برد

ہار کر یہ چہوڑون فکر دقیق
تو شطرنج مین سو بکا غریق

سوچ مین پہر گیا وہ دون خصلت
اور ٹہرائی دل مین یہ حکمت

بسکہ تہا سخت مفتری پیشہ
دل مین ٹہرایا سبق اندیشہ

ربط تازہ و تجہ حسن سی کری
آشنا اوسکو مکر و فن سی کری

ہوتی آپسمین پہچاب سخن
یہ زنا خی کہی کہ وہ بہن

کرکی بازار آشنائی گرم
دل کیا زوجہ حسن کا نرم

ربط جب ہو چکا یہ خاطر خواہ
اوسکا شوہر وہ آب بیرگاہ

اپکی جو تو حسن کی گہر جانا
اور اکیلا دوگانہ کو پانا

ہی بنایا حسن نی جو ہاتھی
اوسکا آفاق مین نہین ساتہی

پیل اوسکو کہون کہ کوہ زر
کب فیع ایسی تہی شکوہ زر

پیل تو کیا بنا ہی کا کوئی
یہ تو تیلای اب بہلا کوئی

تجہ حسن کون اسکو تول سکی
منہ ہی کیا جو کرہ یہ کہول سکی

کہ جو کوئی چاہی زن او سکا پای
پیل کیونکر ترازو مین وہ سمای

گر نہ ہرگز و ننگ ایک دم تجھی
جلد گہر مین حسن کی جا دہمکی

تب نئی باتین وہ بنانی لگی
اید ہر اودہر کی قصی لانی لگی

لاتی اسکو ہب پر اوسکے آخر کار
کہرمین دوکان سی حسن آیا
باتین جورو خصم مین ہونی لگین
ای مین قربان جاؤن تیری پر
تیرا شہرہ ہوا بر روم و شام
اپنی ہم پیشہ جتنی ہین عورات
جسقدر ہی حصول تجکو فضل
سر سی تا پا جو دیکہہ جاتی ہون
کام جسکا اوسیکو چاہجی ہی
ہی بنایا یہ تین جو پیل شگرف
کہ شکست اور او ہین نقص نہ آئی
جانتا ہی تو دی بتا مجکو
یاد ہین صنعتین ہزارون اور
ایک ظاہر نہین ہی کج تا ہون
تجپہ کہاتی حسد ہین یہ بکمال
بولی عورت کہ سچ کہا تو نی
کس مین مقدور ہی اب اتنا پر
تاہم اسنی حذر ہی بہتر ہے
بولا ہی واقعی تو محرم راز
راز پوشی محال ہی ان سی
نہین ممکن کہ سر کسی عنوان
ہون سدا اسی می ہین محرم راز
اب چہپاتا ہی کیون ہی کیا باعث
جان سی اپنی جب مین ہو تو کہہ
ہنسنہ لگی کرنی اور ہٹ بیٹھی
کچہ نہ بن آئی بن بتانی کے
عہد زن نی کیا یہ کہا سوگند

سیکہی شوہر سی وزن کا شجلد
ہاتہ منہ دہوکی کہاتا کچہ کہایا
کہین کچہ اسنی اور کچہ اوسنی کہین
آج سمجہا ہی کون اہل ہنر
کیون نہو ہی مثل یہ شہرہ عالم
فخر اونپر کرون ہون دن رات
اونپا ہو ہمسری پہ مجکو فضل
ہر جگہ دلکش اوسکی پاتی ہون
کری کوئی اور تو ٹہینگا پاجی ہے
ہوا جسمین ہزار من صرف
بلکہ ثابت ترازو مین وہ سماے
تا خوشی انکو میری دونی ہو
ہی بہت سہل توڑلنی کا طور
کیونکہ ان حاسدون سے ڈرتا ہون
جان میری انکی ہاتہ سی ہی محال
واقعی ہین یہ بدظن اور کہوتی
لی چوہاتہی سے آنکہ ٹکر
موذیون سی حذر ہی بہتر ہی
تجہ سوا کون ہی مراد مساز
راز کو تن وال ہی ان سی
شاہ رکہی زیر سی پنہان
شاد ہی غم مین تب رہی دمساز
کچہ تو مجکو بہلا بتا باعث
تب کہون نکتہ ہین یہ تیری سیانہ
ماش کی آتی کی طرح سے اٹہی
بس چلا بس نہ جز کہا نیکی
کہ دیہ راز کو رکہونگی بند

شام کو جبکہ پہر پیل فلک
لیٹا جب پہر خواب بستر پر
کرکی سو سو طرح سی چاو اور چوز
سب ہنر پیشونکا ہی تو استاد
پہر سی ہاتہی اگرچہ کانونکا نون
مردون پر بیٹہی جبکہ ہو تجکو
پیل زرین کی کی جو تین سوا
ڈہالو سونیکا ہاتہی ایسا ڈول
لیک دل مین ہی اک یہی خلجان
سب طرح سی وہ فیل بہتر ہے
ہی بناوٹ انوکہی اوسکی سب
تب حسن نی کہا کہ ای جانی
لیک حسد وہم مین جو قدر شناس
دشمنی پیشہ ہین یہ ہم پیشہ
دہیان ہی پس یہ انکو صبح و شام
راز اونسی چہپانا بہتر ہے
سو بیہودہ تیری کون آویکا
مجہسی پر بہید کر چہپاویکا
پر تو عورت ہی اور پہ عورت
بولی عورت کہ ای بحق اسیر
نہ کسی سی جو چاہیئے کہنا
تو جو دیتا نہا بہید سب بتلا
تب حسن نی کہا کہ سن ای جان
مرد پر تہی بس وہ زن غالب
حسن از بس مطیع فرمان تہا
بولا اس شرط سی بتاتین ہم
نہ کلید زبان مروڑونگی

ماہ نو کی لی رات آتی کچکہ
لیٹی خاتون پہ پہلوئی شوہر
لگی کہنی وہ شمع دل افروز
پائی بازار نی سبہونکی کساد
جسکا ہاتہی ہی ہی اوسیکا نانون
مجکو تو قیمت اسپہ کیونکہ نہو
سحر اسکو کہون ہین یا اعجاز
جز تری کیا بتا ہی کوئی لاحول
پہانس سی کہٹکی ہی ایک زن نا
وزن کا لیک طور کیونکر ہی
اوس سی جیج ہی وزنکا پرچہ
یاد لا کہون ہنر مین پہانسنے
اور انصاف سی ہی ہین ناکس
انکا ہی میری دل مین اندیشہ
ناتوان ہین یہ دین مجہی الزام
انکو بتا نا بتانا بہتر ہے
لگنی ہاتہی سی کون کہا دیکا
تو بتا پہر کسنے بتا دیکا
ناقص العقل اور ہی بی دون فطرت
جورو کہلاتی ہی خصم کی فریب
جورو سی سو وہ چاہسی کہنا
ہین قی افشا کئی وہ کب تبلا
لائق اسکو چہپانی ہی کی جان
ہوئی لڑنی جہگڑنی کی طالب
عاشق اوس فتنہ پر بہید جان تہا
نہ کہونگی کسی سی کہا یہ قسم
قفل اس بہید کا نہ توڑونگی
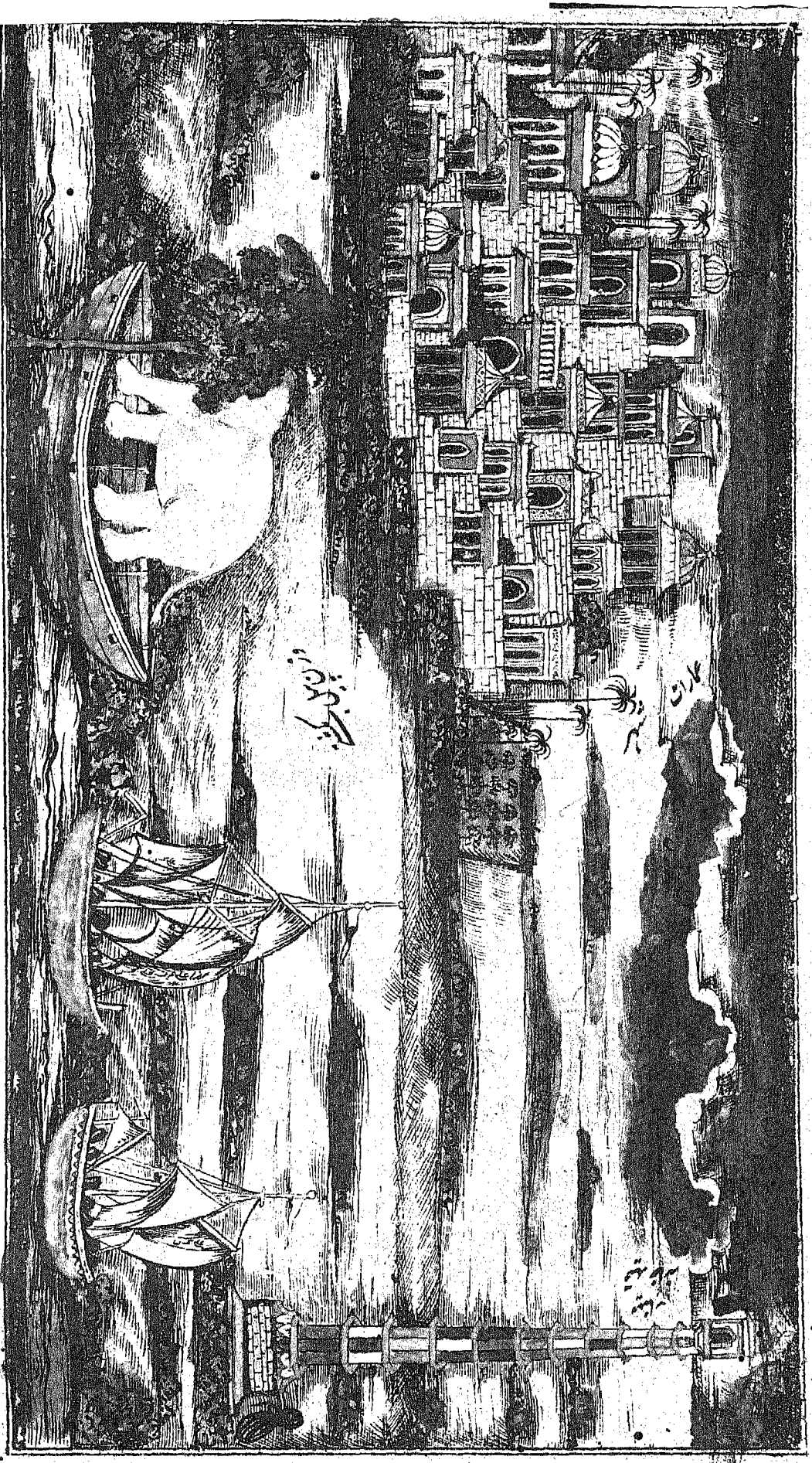
تب حسن نے کہا کہ جانک غور
پانی جس گھاٹ مین کہ گہرا ہو
غرق پانی مین کشتی جتنی ہو
ڈوبی جسدم نشان تک کشتی
اینٹ پتھر کا ہو بکا جو وزن
سنی کد بانو نے جو یہ حکمت
کیا نظر ہی چشم بد مین دور
زر گر چرخ نے بوقت پگاہ
گر گئی گھڑیان لگا وہ گرما گرم
کام ہوگیا سنار کا لوگو
لین بلا تین دوگانہ کی یکبار
لگی کرنے نہایت باتین
گفتگو شب کی سب بیان کردی
میزبان سادہ میہمان طرار
ہر طرح سے وڑالی وہ بھی گھات
شوہر فتنہ گر سے سارا احوال
اور بولا کہ ای شہ منغبون
حکم گر ہو تو تول دکھلاؤن
کیونکہ تنہا بنا ہے تھا نہ حسن
کہ تو چوری کا کیونکہ تہمت دون
گر ہو کم لیجے زر اوس سے پھر
شاہ بولا یہ ایسی تحفہ چیز
بولا مین طرز وہ نکالونگا
پائی شہ نے جو طرز سنجیدہ
آئے سب کارکن لب دریا
جب ہوا تنگ سنگ نو سو من
بات سلطان نے یہ حسن سے کہی

وزن کرنیکا اسطرح ہے طور
لاکے استادہ وان کرین اوسکو
کر کہین کچھ نشان اوس جا کو
بس کرین تول ہو چکی پوری
ہوگا یہ شبہ پیل کا وہ وزن
ہو گئی غرق لجہ حیرت
کیونکہ مضمون پر یہ تجھکو غرور
زر خور کو دی پہنچ خاطر خواہ
آتش آفتاب مین کر نرم
گئی نہی کچھ اوس سنوارتے بولو
کی ہم چاہ پیار کی گفتار
پوچھین اوس سے کھلا کھلا باتین
وزن کی بات پر نہان کہی
لائی اس فریب پر آخر اوسکو تا
وزن کی جو چھپا رکھی تھی بات
کہہ دیا اوسنے اونکو فی الحال
غلبن حضرت سے کیا حسن کا کہون
کی بیٹھی سب اوسکی بتلاؤن
بلکہ مشرف بھی تھی یہان کتنی تر
ناحق اوسپہ گمان بد کرین
ورنہ گردن ہی میری اور شمشیر
توڑون کسطور مین بتا تو تدبیر
یعنی لی توڑ ہی تول ڈالونگا
آئی اوسکو بہت پسندیدہ
اور حسن کو وہان بولا بھیجا
نکلا سو من کا وزن تب تو حسن
اسی کیا کہتی ہین کہ تو سنتے

یعنی اک کشتی پلال اسا
ہاتھی کو پہر چڑہا مین کشتی مین
ہاتھی پہر کشتی پر سے لیوین اوتار
سنگ و خشت اوس مین پہر جو نکال
جب گیا اسطرح سے ہاتھی نکل
کرکے تخمین اوجھل ٹھہی یکبا
دو نو پھر کرکے کام دل حاصل
لی کٹھالی مین ڈنکی ڈال دیا
گھر سے کہتا حسن دوگانہ کو چلا
آئی کد بانو اوٹھ کی مہمان پاس
تھی دوگانہ جو آفت دوران
ہاتھ نہین سادہ کار جو سادہ
کر تجاہل وہ میہمان شریر
معتمد بن گئی وہ پر نیرنگ
ہاتھ میزان وزن کی لاکر
بانٹ جب اوسنے وزن کا پایا
پیل زر مین جو اوسنے تھی گڑہا
بادشہ نے کہا نہ کر بہتان
اور سوا اونکی تھی یہان کوئی
بولا پھر وہ زمین ادب کی چوم
دل مین شاہا کچھ اپنی مت لا شک
گر نہ توڑون درست رہنی دون
تھا اوڑایا جو تولنی کا ڈھب
شہ نے لوگونکو یہ دیا فرمان
تولا میزان کشتی مین پھر فیل
کسکی مشکل حسن کی پھر تو شتاب
کی حسن نے یہ عرض ہو کی دلیر

کرین جو سطح آب جلوہ نما
اور اسکا لحاظ خوب کرین
اور کرین سنگ و خشت اوس مین بار
اور لین تول اوسکو پس فی الحال
کہی بیٹھی جا لگی سب کھیل
اور لگی آفرین پکار پکار
سو گئی یکبارگی لگی سی مل
ساعتون کی چمک پہ سادہ لیا
چھاپ چھلا انگوٹھی لیو گڑہا
جسکی تھی مکر و مدعی پہ اسرار
کھول مکر و فسون پہ اوسنے زبان
ہوئی کہنی پہ سر کے آمادہ
رہ گئی بس خموش جیون تصویر
یان تلک جو لگا پسیجنی سنگ
ہو کی رخصت پہر آئی اپنی گھر
دوڑا خدمت مین شاہ کی آیا
وزن مین کم ہی تول دیکھی گا
وزن دکھلا اوسے نہین شایان
تھی نگہبان تیز بین سکتے
وزن کر دیکھو تا ہو سب معلوم
پیل کم ہی یہ وزن مین لا شک
تو بھلا اسکو کسطرح تولون
کہہ سنایا وہ اوسنے شہ کو سب
تول لین کشتی کی بنا میزان
وزن کرنیکی جسطرح تھی سبیل
سو خزانے سے لائی شہ کی قریب
نہین چوری سے کی یہ پہر اوتر

دور ہو کہنی لگی وہ دکھیاری
سن حسن کی گلا وہ اور پہر کہ
حسن وا تر باز اور نٹ کہٹ
سن کی شہ نے یہ کاٹ کہا یا تہا
کر کی عورت کی ہین ہان سی طلب
طلب شہ سی ہو حسن آ آگاہ
بولا حاضر ہی مجرم سرکار
حد و پایان تری دانش کی
ہو گرفتار نفس شوم کی ہاتہ
دیکہ دانا کو مرغ دانا آہ
بولا تب وہ کہ شاہ عذر نیوش
سچ ہی حضرت کہ ہیر افضل و تمیز
ہین جوانا ہی ہر سبب جو ہیر
اور اب ایک بات سنی و حضرت
آپ کو ہی گمان کہ زر سو من
زر امانت ہی میری گہر وہ گہر تہا
چہکی پہر خاک سی بنائی جو زر
قالب زرگری ہین باتدبیر
کی جو یہ شہ کی مال ہین پہنچا ہیر
بندہ از بس ہی خلق کا محسود
یعنی یہ سوچ کر کہ کم ہی بیل
ایک مدت رہا ہین چشم براہ
کوئی ایسا ملا نہ با فرہنگ
ہو مخالف جو جست اور چالاک
اس پہ سوچی ہی حضرت ایک نقل
کہانی اور سونی بن گئی دی خبر
اوسکی بہی خواہ با وفا عورت

دیکہ پہری اپنی ہن بہت ساری
لب گزیدہ ہو رہ گئی سب دنگ
نٹ کلا کر کی بہاگا ہی چٹ پٹ
ہوا حیران سننی ہی کی ساتہ
سنا احوال شہ نی ہین عجب
آیا خود معترف بجرم و گناہ
بخشئی خون ڈالئی یا مار
نہیں ممکن کہ فہم پائی فری
ہوا ہمدست تو خیانت ساتہ
دیکہتا دام کو نہیں واللہ
ہو وین شاہان ہر حلقہ بگوش
سنکل انجم ہی حصر سے باہر
ظاہر انکو نہیں ہین کرتا بر
جسکی سننی سی ہو فزون حیرت
ہی حسن نی لیا بمکر و فن
بیچتی اوسکی ہین ہی آپ منگا
زر کو سے گا وہ خاک پہونکر
خاک ڈالی ہی ہین نی بر اکسیر
کیا پہیہات جس نی زیست سی
اس خیانت سی تہا ہی مقصود
تولنی کا نکالے کوئی سبیل
تولنی والی پر چڑہا نہ نگاہ
جس سی پایا کشاد یہ نیرنگ
آیا حضرت کی روبرو بیباک
جسکو سمجہینگی اہل عقل
جانتا تہا کوئی نہ آہ ہنر
لاتی مزدوری کر کی اور محنت

کرتی اپنی وزن ہی غمازی
عورت خستہ کو ستلی دی
اسطرح کی کہا نشیب و فراز
گو کہ لوگون نی کی تہی اک نقل
بولا ہرکارون سی کہ جلدی جاو
روبرو ورگہ کی شہ کی تیغ و کفن
بولا خسرو کہ وا عجب ہی حسن
پر یہ رہ رہ کی آتی ہی حیرت
سچ ہی یہ حرص و آز انسان کو
حرص اور آز سی بچائی خدا
چرخ گردان ہی تا کہ گر وندہ
بیچتی ہر فن کی ہین اب آپ خیال
ایک ادنا ہنر کیا جو عیان
یعنی تانبی کا پہلے بیل بنا
اور ہین یون سبکا سب چرایا ہی
کبہی انصاف آپ ہین عادل
حرص کچہ مجکو زینہار نہیں
کیمیا کو چہپایا ہین کی سنار
نہ طمع تہی مجہی نہ حرص و آز
دیکہون ایسا ہی کوئی مشہور
نکلی سنجیدہ گر کوئی زیرک
جو بنا ہی بچانی ایسا بیل
میری ہی منہ سی وائی آخر کار
ورنہ اسکو شعور تہا یہ کہان
یعنی اک شخص تہا نہیٹ کودن
پہرون سوتا تہا خرد چون خرگوش
رو کہا سو کہا جو کچہ وہ پاتی تہی

اور شوہر کی پہ کوشش یاری
اور حقیقت یہ جا کی نہ سہی کہی
کر گیا قید ہین زن و مساز
پر جو یہ بات تہی بعید از عقل
ہو جہان ڈہونڈ کر حسن کو لاو
دی کنہکار سان جہکا کر ن
یہ تری عقل اور وہ تیرا فن
جاتی تیری ہی تہی تب کیون مت
کور کر دی ہی گو وہ دانا ہو
دی قناعت ہر ایک کو ہر جا
رہیو خورشید جاہ تا بندہ
فضل حق سی ہی اوسمین خوب کمال
پہونچی اوسکی لئی تو نوبت جان
بعد اکسیر مل گیا ہی طلا
ہاتہی تو تانبی کا بنایا ہی
ہو جسی علم کیمیا حاصل
کیمیا گر ہون ہین سنا نہیں
کیمیا گر بجائین تا اسرار
نہ بدزدی ہوا ہین دست انداز
عقل ہو جسکی اسطرف پہیر
اوسکی شاگردی ہین کیون بینک
جانی وہ تولنی کی خاک سبیل
سر پوشیدہ یہ ہوا اظہار
وزن کا جو نکالت عنوان
یاد کوئی ہنر نہ کوئی فن
نہ تمیز و نہ عقل کچہ ہوش
اس نکہتو کو لا کہلاتی تہی

بولی اگر دن یون یہ مجبور ہے
کر کہین جا کی نوکری کی تلاش
بیچ کارہ تہا گو کہ یہ مجہول
تجکو تو ہا ہی کچہ نہین ہی شعور
شہ سی کہنی لگا یہ کر مجرا
دل مین سوچا کہ کیا بتاؤن آہ
طرفہ یہ ہی کہ اوسنی ہاتہی سکے
اوسکو ہاتہی لیکا اوہ کہان
ہاں سمجہا نہ وہ محال سکال
یہ تو سوتی سوا نہ تہا آگاہ
کہاتا اور سوتا اور کرتا گوز
تہا ہر اک عیب سی وہ فیل بری
ہو کی قیمت کی ساری جہلی
ہی اوسی فیل کی شناسائی
نہو ایسا کہ اس مین ہو کچہ عیب
دیکہکر شکل فیل اعجوبا
آنکہہ ہی سامنی سی تکتا تہا
تکتا حیرت سی تہا بعجوبہ دم
دل مین سوچا کہ ہو نہ عیب اگر
یاد تہا قول سعدی او سکو یہ
اسی کرنی لگا اشارے یون
ہو نہین جیب بکہ وگہری گتری
کر سکے مالک نی اپنی ولکو سخت
بولا کچہ او دیکہتا مین نہین
منہ کہ ہر اسکا اور دم ہی کہ ہر
ایسا مین جانور نہین دیکہا
ایسی دانا ہون لگ جیب کہان

ہین آپ جیسی ہمہ تن مزدوری
کچہ نہ کچہ کر غرض کہ کر معاش
اوسکی اس بات سی ہوا یہ طول
عقل سی لاکہ کوس مین دور
واسطی نوکری کی ہون آیا
کسی فن سی نہین ہون مین آگاہ
خواب مین بہی نہ شکل دیکہی تہ
جو مرا اسپ ہو کا راز عیان
گہر مین راجہ کی ہوتی کا کیا کال
گہر ہی مین بیٹہا لیتا تہا تنخواہ
گذری القصہ یون ہی کتنی روز
خوبیان ہی تہین اوسمین سب ظاہری
شہرا مول اوسکا بارہ لاکہ روپی
بلکہ اس فن مین لاف بکتا تہا
دیکہی قیمت کو دور کر شک و ریب
بحر فکرت مین وہ کہڑا ڈوبا
کبہی جیب ہی چہی جا ہمکتا تہا
گاہ دم دوڑ کی کہ خرطوم
جہوٹون کہدی ہے شاہ کی منہ پر
دہن سنگ ملقمہ دو خبہ یہ
کہ روپی دس ہزار دیتا ہون
کہی بات اوسنی کچہ بہلی بری
آخر اوسی کہا کہ ای بدبخت
لیک حیرت یہی ہی میری تئین
اول اسکی تو مجکو کر دو خبر
جسکا منہ دم نہ جا ہی کچہ سمجہا
کیا کرون خاک پہر ہنر مین عیان

یہ تو بتلا کہ کب تلک یہ جہد و
ورنہ میرا تیرا ہی وقت فراق
ہو گی مجبور گہر سے وہ نکلا
دل مین یہ سوچا بحال تباہ
پوچہا شہ نی کہ کیا ہی یاد ہنر
کر کی آخر کو غور اور قیاس
جانتا تہا کہ فیل عنقا ہے
امتحان کا تو وقت تب آوے
الغرض نوکر اوسکو شہ نی کیا
جاتا دربار ہی نہ سالا سال
لایا اک روز کوئی سوداگر
تا تہی ہو اوسکا کوئی ثانی مین
اتنی مین بادشہ کو آیا یاد
جلد لاؤ بلا کی میری پاس
آیا جسوقت ہی فیل شناس
دیکہتی فیل کو لگا وہ یہ غور
جہک کی کرتا کبہی شکم پہ نگاہ
غور کرنی سی اسکی مالک فیل
جانکر عیب ناک ایسا نہو
کہا دل مین نہ لالچ اب کیجے
لی یہ اور عیب کچہ نہ ظاہر کر
دم و خرطوم دیکہنی کی سوا
دیکہتا کیا ہی اتنی غور سی تو
ہی عجب جانور یہ سر دو کم
تب مین عیب و صواب بتلاؤن
ہنس کی مالک نی تب کہا آ پاس
امتحان کرنا ہا سے ونکا ہنا

کہا یہ کیا جہورو کی کمائی تو
تجسی لیتی ہون آج ہی مین طلاق
سوچتا دل مین یہ کہ کبہی کیا
آیا القصہ وہ حضور شاہ
ہو گا کس فرقی مین بتا نوکر
بولا حضرت ہی بندہ فیل شناس
آج تک کسنی اوسکو دیکہا ہی
یہ بچارا جو فیل کہین پاوے
اور دربار ماہ ہی کیا عمدا
دیکہتا تا وہ فیل کی تمثال
بادشہ پاس ہاتہی اک بہتر
پر نہ شاہ کی فیل خانی مین
نوکر اس کام کا ہی اک استاد
تا کہ پہچانی فیل فیل شناس
کیا کہون اوسکا تم سی فہم و فراست
چہر کی سان گرد کرنی لگا دو
گاہ پاؤنکو دیکہتا تہا وہ
ڈر گیا کہ تہا وہ فیل اصیل
پہیر دیوی جو شاہ ہاتہی کو
منہ پہرائی کچہ اوسکی تئین دیکہی
پر اشارہ وہ سمجہا تہا کیا خر
محو حیرت وہ کچہ تکتا تہا
دی بتا ہو جو عیب کہیں مجہ
منہ نہ معلوم اسکا ہی کہ دم
اسکی مین سمجہی خاک سمجہاؤن
وہ بہی آپ ہنگی فیل شناس
ورنہ چوری سی کام تہا مجہی کیا

انتخاب اپنا تہا اسیری مین مقدار | یعنی دیکھون مین کیسی ہی مثل شناخ
قید ہی آپ نی مجہی جو کیا | واقفی خانونکی ہی یہ سزا
گرد غبار درد کو تعزیر | وہ یہ فرمان دا ای عالمگیر
مین نی جو کہ کی بندی و حرمت | قید مین سی نکل بصد حکمت
راز اوسنی جو تہا کیا افشا | ایک تو اوسکی ہی سزا انشا ہا
کیجی گا آپ جستجو میرے | سنئی گا سارا ہی گفتگو میری
اسپ سے ہی آپ گر کرینگی تصدیق | حکم حاکم سی تو نہین ہی خلاصہ
گر کہی مین سلف کی دانشور | عفو ہی انتقام سی بہتر
دل مین سوچا کہ انکی جرم اسکا | عفو کرنہ یجئی ہوا اسو ہوا
ہی شامل ہونا جانتی ہین کبھی | اور مانس کو جانتی ہین سبھی
آگی جل کر کہلیگا اسکا حال | عفو تقصیر کیجئی فی الحال
اوسکی جرم و گنہ سی درگذرا | اور کئی اوسکی ساتہ کر گذرا
تہا زبس یہ بڑا سلیقہ شعار | کاروان وا مین خوش کردار
چند ہی روز مین وہ نیک عمل | کاردانی مین تہا ضرب مثل
کیا عجب اسکا عقل ہی وہ چیز | کردی ناچیز کو جو اہل تمیز
زر سی نسبت حسن جو کہتا تہا | دولت زر سی یہ ملا رتبا
ہو نہ کیونکر عزیز دل اہل زر | زعفران رنگ ہی وہ سرتاسر
عاشقونکا نشان ہی یہ رنگ | عاشقون کی تو جان ہی یہ رنگ
ہی جو خورشید اشرف الکوکب | زعفرانی ہی رنگ کی ہی سبب
ہوتا اس رنگ سی ہی جو سرور | خندہ زعفران ہی کیون مشہور
چہرہ زرین قبا شہ بہرام | سو رہا اوسکی ساتہ با آرام

کہل گئی انکی تو شناسائی | دم وخرطوم ہی بجان آئی
سقنقنی عدل کی یہی تہی چال | دی جو تعزیر آپ نی فی الحال
تو تو پیدا ایسی قباحت ہو | دی سیاست کہان یہ سیاست ہو
گر کی جو ثقیل یکبارے | دی یہ پہنسا قید مین وہ بیچارے
ضمنا اوسکی تہی دوسری یہ بات | سنکی حضرت یہ بندہ کی حرکات
تب مین ظاہر کرونگا سارا حال | کہو لکر دل کہو گیا دلکا ملال
گر کرین جرم ساتہ جان بخشی | کہنا کیا اسکا ہی بہت بخشی
تشنہ کی ہی دل مین مہربانی تہی | دل یہ نقش اوسکی کاردانی تہی
آگی گر اس سی ہو خطا سرزد | دو نکا کر سرزنش سزا بیحد
گہہ ہی بینک یہ مرد سنجیدہ | بخیانت نہین ہی گرویدہ
سوچ یہ دل مین شاہ آخر مین | بر سر لطف آحسن یہ ہوین
جان بخشی کی اور گنہ بخشی | بلکہ خدمت بہی چہوٹی سی اوکو دی
مرتبہ اسکا تہا ترقی مین | اور پایا تہا نت بلندی مین
بڑہتی بڑہتی غرض وہ طالع مند | ہو وا اماد شاہ جم پیوند
اور حسن کا تو تہا سبب ہی حسن | عقل نی کر دیا سبب ہی حسن
اس لئی سب کیا سنہرا لباس | رکہی اس رنگ پہ تمام اساس
کیون نہو رنگ زعفرانی خوب | گونہ زرد سب کا ہی مرغوب
چینی رنگ پہ یہ مرتے ہین | تب تو رنگ اپنا زرد کرتی ہین
فرحت افزا یہ رنگ ہی از بس | زعفران زار دیکہ دین مین بس
سنکی یہ داستان سرتاسر | زعفرانی نشاط حاصل کر

گذار چوتہا جانا بہرام کا روز دوشنبہ گنبد ریحانی مین اور روز و شب مشغول رہنا ماہ صقلابی کی کامرانی مین

گنبد زرد سے نکل آیا | زعفرانی قبا بدل آیا
سبز دہر تاج سر پہ ریحانی | باہمہ جاہ و فر سلطانی
ماہ صقلابی شوخ سبزہ رنگ | لائی صہبا و نقل و بربط و چنگ
چنگ عشرت لگی صدا دینے | اور مطرب بجہ نوا لینے
مطرب و بادہ سامنے ہر دم | سبزہ و آب و سبزہ گل لب جو

جب دوشنبہ ہوئی نمود سحر | شاہ بہرام وہ مہ انور
سجکی جو ماہ بر مین سبز قبا | گنبد سبز مین چلا آیا
سبز بختی کی ساتہ ہو مایوس | کیا تخت زمردین پہ جلوس
بچہ گئی ہر طرف بساط نشاط | ہوا ہر گوشہ انبساط نشاط
ہوئی جون ماہ جام گردانی | چلنی لگی شراب ریحانی
اس سی افزون نشاط کیا ہوگا | دلکو اور انبساط کیا ہوگا

ارباب نشاط

تھا یہی چرچا الغرض تا شام / آئی جو رات لیلی مہ کا جام
جلوہ فرما ہوا بہ تخت فلک / اوٹھ گیا دور جام و عیش گزک
خوابگہ کو چلا وہ متوالا / آخرین سے پی شراب کا پیالا
جا چھپرکہٹ مین شاہ لیٹ رہا / اور فسون گر ظریف سے یہ کہا
کر زمین بوس اور رکھکے جبین / بولی ای ماہ نور بخش زمین
ہی دعا یہ کہ مہ سی ماہی تک / حکم مین ہو حضور کی یک یک
قصہ کرتی ہون اک بیان سنئی / سن لینی کی ہی یہ داستان سنئی

افسانہ گوئی اوس بلبل دستان سرا کی

تھی جہان جہان مطیع اوسکی / ہم زمین ہم زمان مطیع اوسکی
بسکہ کرتا تہا جو وہ عدل و داد / تھی سپاہ اور رعیت شاد
چاہتی تھا ہوئی جو کچہ سامان / حاصل اوسکو وہ تھا ہر ایک زمان
تھین موجود نعمتین سارے / رہتا مشغوف میہماندارے
ایک جہان سرا خلیل آسا / بر سر شاہ راہ کی تھی بنا
ساقی و نقل و جام و شیشہ و مے / مطرب و چنگ و ارغنون و نے
رشک فردوس ہی وہ جا تھی / ہمہ نعمت وہان مہیا تھی
آتا اوس جا جو کوئی رہ نورد / دیکھکر اس جہان کی گرم و سرد
تھا یہی اوسکا روز و شب معمول / سب سی کرتا تھا فائدہ وہ حصول
تھا جہان دیدہ مرد شعبدہ باز / بفسون خشانگی دمساز
اپنی معمول پہ بوقت شب / شہ نی اوسکو کیا حضور طلب
کہ سیاحت سی کیا حصول ہوا / یا کبھی پاؤن دل ملول ہوا
راست گو مرد نی جو دیکھا تھا / سرگذشت اپنی سب وہ کہنی لگا
شہ نی سن سن کی ال سے کھینچی آہ / اور بولا کہ مرد کار آگاہ
لیک جسکی تلاش ہی مجکو / نہ ملا ہی آج تک تو وہ
جب نہ پایا علاج کچہ ای یار / اوسکا چہرہ اخیال ہو ناچار
اوس نی چاہا کہ ہنس کی دیوی ٹال / دی ہنسی کی تہین ہنسی مین ڈال
کوئی حیلہ نہ جب چلا اوسکا / ہو کی مجبور تب یہ یون بولا
کچہ نہ فکر معاد اور معاش / تھی بگرد جہان تلاش تلاش

میرے سب یعنی ماہ نور آسے / پھر مین بھی قبای ریحانی
شاہ بہرام مست بادۂ خواب / دیکھ یکچند جلوۂ مہتاب
دی سہ چاردہ دو ہاتھ مین ہاتھ / لائی قلو تسرا مین شہ کو ساتھ
کوئی افسانہ طرب افزا / کہ کہ آنکھون مین بیٹھتا می فرا
تابہ دور قمر ہے عرصہ پر / ہو ہیو تابندہ جاہ کا اختر
مین ہون کیا اور کیا کی کیا ہی گر / ایک مرضی ہی گر یہی تیرے

داستان سرائی اوس طوطی شکر خا کی اور

ہی سنایون ملک ہندستان / ایک فرمان روا تھا عالیشان
باج خواہون سی تھا وہ لیتا باج / تاج دی تھا اور ہن جو تھی محتاج
ڈر نہ تھا کا نہ عدو کا خطر / تابع امر اوسکی فتح و ظفر
حاجت اوسکو نہ تھی کسی شی کی / قلت اوسکو نہ تھی کسی شی کی
تھا تماشا پسند و نادر دوست / میہمان پرور اور مسافر دوست
جمع سامان مہیا تھے وان / کھانا موجود اور پانی وان
جو طلب کیجی تہا وان موجود / لی طلب تہا ہر مکان موجود
جو مسافر کہین سی آتا تھا / وہین آرام آکی پاتا تھا
پوچھتا اوس سی شہ عجائب دہر / گو وہ آبحیات ہو یا زہر
آیا اکدن قضای کار کسلہ / صورت شیرہ جو جہان نورد
جوگ کا علم اور نیرنجات / یاد اوسکو ہزار اور نکات
کر ادا رسم میہمان پرستی / کی شروع اوس نی داستان جو
ہو جو حاصل کیا تھا مجکو / تا و رات جہان سنا مجکو
جو جو کیا تہا وہ بیان علوم / تھی وہ آگہی ہی شاہ کو معلوم
تھی لوگون کی فیض صحبت سی / فائدی ہین جو بھی ہزار سے ملے
پائی مین نی تمام ساز و برگ / لیک پایا نہ آہ چارۂ مرگ
مسکرایا یہ سن وہ زیر لب / پوچھا شہ نی ہنسی کا اوس سی سبب
کر کی لبیت لعل چھپا دی راز / دی اوٹھا بات ہو کی حیلہ ساز
مجکو بھی شاہ کی طرح ہر آن / تھی تلاش نیز اور رات جہان
غرب سی شرق تک مین آوارا / چھانتا پھرتا تھا جہان سارا

ہوی نی الجملہ کچہ ہنر حاصل
کچہ فسون پڑہ کی اپنی جان نکال
تو نکیبارہ دونو پاوی طلب
بسکہ مرہون بہت ہوا ہون مین
عرض کی اوس نی اتنی کیا بہتر
ہوکی مردہ زمین پہ یہ گرا
تن بیجان نی جان جہٹ پائی
لے وہ ہووی جو آرزو تجکو
نصف دیتا ہون ہٹ یا ملک اور زر
میری نزدیک تو مرا یہ ہنر
کیمیا گر ہو جان کا ہووے
کہ کی یہ بس سکہا دیا افسون
دلمین اپنی ہوا بہت خرسند
شہ نی افسون وہ بصورت جان
فائدہ اس سی ہو نہ اور کو جو
شمع سی بس ہوا کہ مکان کو نور
ہی یہ بہتر کہ میری یہ تو سی
منہ مین لقمہ وزیر کے دکیہ
ایکدن پادشاہ اور وزیر
دامن کوہ مین ہوا وارد
اک زمانہ ہوا کہ شاہ زمن
صید بیجان ہی اور وقت خلا
شاہ کیا جانی اوسکی دلکی بات
چڑہ سکی گہوڑی پہ اور ہو خوشدل
آدرون حرم سرا بخرام
جسنی دیکہین نازنین سیم اندام
پائی بر عکس شاہ ساری چال

پہ نہ ایسی کہ مطمئن ہو دل
دیتا قالب مین اور شخص کی ڈال
کرتا خدمت تہا اوسکی وہ روز و شب
کہنے لگا آپ کو سکہا دون مین
دیکہ لی ای شہ سپہر پرور
آئی پرواز مین مگس ہوا
دیکہ حیرت یہ شاہ کو آئے
دی بتا پر فسون یہ تو مجکو
گر سکہا دی مجہی یہ تو منتر
ملک و دولت سی تیری ہی بہتر
زر کو لی خاک سر پہ وہ ڈہو وی
کرگیا شاہ کو گدا ممنون
اور ہر سو ان لطف دانشمند
نہ کہا چندی بجسم دل پنہان
تو وجود و عدم سی ابرا ہو
ہا پہونچی خورشید سی جہان کو نور
غیر کو بہی یہ روشنی پہونچی
وہ اوسیدم سکہا دیا منتر
صیدگہ مین وہان تہی نخچیر
تیر سی شہ نی اک ہرن مارا
نہین کا یا پلٹ کا دیکہا فن
یان مخل ہی کوئی نہین اصلا
یعنی آسنی لگا تہی سی کیا گہات
گیا فوج و خدم سی اکثر مل
گیا ہر ہر حرم کی ساتہ حرام
اوسنی حاصل کیا سبہون سی کام
ہوی کنارہ کشی وہ سی فی الحال

ناگہان ایک مل گیا استاد
دیکہ یہ مین جہانکا پہرتا
میری خدمت نی یہ بہی کام کیا
شہ نی اوس سی کہا سکہا دیجو
کرکے بیجان وہ ہون ہی اک مکہی
کرکے پرواز شہ کو دکہلاتا
بولا گر تو مجہی یہ سکہلاوی
یادگار اپنا یہ مجہی دے جا
عرض کی اوسنی ای شہ ذیجاہ
زر کو لی کیا مین خاک مین ڈالون
تیری زر کی نہین مجہی پروا
کر لیا شہ نی امتحان اوسی دم
ہو چکا شاہ خوب جب تعلیم
سوچا اس بعد یون کہ ایسی چیز
ہی ستم گر اسی نہ بتلاون
مین تو ہون آفتاب عالمتاب
وہ تنک ظرف کر سکا نہ چہپاو
اوسکو بتلا کی از جان اپنا
لگی کوسون نکل تن تنہا
شہ نی چاہا کہ باندہ لے نخچیر
اور افسون بہی کچہ گیا تہا بہول
مجکو تہا دکہا دو پہیر ہنر
شاہ نی کی ہرن کا یا پلٹ
بخت نی یاوری جو ایسی کی
تہی حرم مین جو بی بی اور باندی
ہان مگر شاہ کی وہ کدبانو
آمد و شد نشست اور برخاست

علم کا یا پلٹ کا تہا اوسی یاد
چہوڑ کر مشغل مرغ قبلہ نما
جو سکہا اوس نی وہ فسون پایا
کر رہون پہلی مین آزمایش تو
نقل سی روح اوسکی کالبد مین کے
اپنی قالب مین پہر رہا آتا
جسقدر چاہی ملک و زر پاوے
ہو جو درکار مجہی تو لے جا
کچہ نہین ہی طمع مجہی واللہ
زر کو مین خاک سا سمجہتا ہون
دو دن ہون لی زر ہی مین [illegible]
ٹہیک پایا عمل نہ بیش نہ کم
رخصت اوسکو کیا بصد تکریم
جو فزون تر ہی جان سی مجہی عزیز
اور نہ خاک لی چلا جاون
شمع خانہ نہین مین خانہ خراب
خامی سی یہ پکا خیال بلاد
کر دیا آہ راز دان اپنا
ایک خادم تنک سا تہ تہا
بولا تب یون وزیر پر تزویر
ہون مین اسواسطی کمال ملول
تاکہ کر لون وہی فسون از بر
قالب شہ مین یہ گیا جہٹ پٹ
سیدہی شاہ اوس شہر کی گہر کی
اوس حرامی نجس کو تہی بچی
تہی جو نت ہجلیس بہنم سرانو
جسم کچہی ایک ہی پائی است

سوچی یہ سنہ پر آئی ہی آفت
ہکا بکا ہی یہ تو یون ہی وای
نہ تھا یانا تو یا نہ میری طرف
لوہو کی نہ یان بہاؤن گے
پہیرا پچھتانہ آہ ہر دم سے
جیسا مین سمجھی ہی پیرو ہی شاہ
سانہ اب تیری گو نہین ہوتے
پاکی مطلب کا یہ او سی یا نع
سینے وہ پاکی مرکب آہو
کوی صحرا و دشت ویرانہ
تہا بصحرا و دشت آوارہ
کرکی آہو کی کالبد کو رہا
خضر مردہ وہ جان پاتی ہی
فارغ البال اپنی شہر چلا
اسکی شاہی کا دم لگی بہرنے
واہ کیا خواہش الہی سے
لہلہا سبزہ اور آب روان
تہا شجر کی تلی بچہا اک دام
بولا یون اون سی طوطی دانا
ہوس دانی کی لا و مت جی پر
دیکہہ کر دانہ مرغ کو آرام
چپ ہوا اور نہ نصیحت کی
اتنا تھا نتہا وہان صیاد
تب یہ بولا کہ تمنی میرا کہا
نہین صیاد نی ابہی دیکہا
کر لو بند انکہین پہاہو تم کو دام
ہکر کی پرواز تم سے چلی جانا

... اوتہی ہون ورنہ ہوتی ہی ...
اجنبی ہی جیسی گہر مین آتی
ورنہ اپنی تئین کرد تکی تلف
خاک و خون مین تجہی سولادون گے
پہوڑی مین تو جہر ہی نالی دم
کام دل مجہ سی لیجو خاطر خواہ
مانع و یدپر نہین ہوتے
دور کی یدپر ہوا قانع
دشت و ہامون مین تہا وہ وان سو
نرہا جو نہ اوسنے ہو چہانہ
کہوسے ہر سمت چشم نظارہ
جسد طوطی مین وہ جاتا رہا
کہول منقار بولا جگ جگ جی
دیکہی تو جا کی تن ہی کیسی ہوا
خدمت شہ بجان و دل کرنی
وان بہی شاہی یہان بہی شاہی ہی
تن بیجان کو بخشتا تہا جان
اور دانہ پڑا ہوا تہا تمام
یار و بہکو نہ دیکہہ کر دانا
ورنہ پہنسن جاوگی کڑکی مین
نہین ممکن ہو کر اسیر دام
شرط چہوڑی نہ پر رفاقت کی
پانی پینی گیا تہا وہ ناشاد
کیا کہون آہ تب نہ مانا ذرا
ہی خدا جانی کس طرف وہ گیا
تم نہو مردہ زندہ رہتی ہین ہم
اور مرغی اسطرح نہ گہبرانا

... متصل سنکی ہی یہ شاہ ...
دل مین اوسکی گئی جو بات یہ ٹہن
تونی میرا اگر چہوڑا دامن
گرگلی سی میری تو آن لگا
ہو ویگا رفع ننگ مرا جس دن
اب نکر کچہ ارادہ میری ساتہ
پردۂ ننگ ہو جب تلک پارہ
بات پائکی تو اب یہین چہوڑے
ہرنون کی ساتہ چرتا تہا کسی دم
الغرض چند روز تو اسی طور
طوطی مردہ ایک آیا نظر
دیکہو آہو نی ہی یہ طرفہ بات
کئی طوطون کی ساتہ ہو دمساز
اسکو دانا جو طوطون نی پایا
قدرت حق پہ یار و کیجو نگاہ
عین پرواز مین قضا نی کارہ
وان جو ان کی تئین خوش آئی ہوا
دیکہہ دانہ نہی یہ دیوا اسنے
نہین دانا یہ دام آفت ہی
وہ طمع تہی ہی نہ دامنگیر
دیکہا اسنی نہین یہ پہنسنی بند
جانتا تہا کہ دام ہی ہرچند
جب پہنسی دام مین تو گہبرائی
پہڑ پہڑانیسی یا کیا ہی چہوڑا
کہول منقار اپنی اوس بولا
تمکو صیاد جان کر مردہ
مین بہی چہوٹ آونگا قسمت سی

... نکالی مین ...
اوس سی تو کرنی یون لگی وہ سحر
ہاتہ میرا ہی اور تیرا دامن
کاٹون گی پنا اور تیرا گلا
نہ رہون گی مین ایکدن تجہ بن
نہ لگی ہون مین تکون کی ہاتہ
بس کیا کرتے وہ نظارہ
سنو شہ پر جو کچہ بلا ٹوٹی
گاہ کرجاتا تہا اونہون سی رم
سہکی انواع کی وہ ظلم و جور
لعل منقار اور زمرد پر
خضر کی تئین پلایا آب حیات
ہوا کہولکر پر پرواز
بادشاہ اپنا اسکو ٹہرایا
شاہ انسان ہوا طیور کا شاہ
دیکہا اک نخل سبز سایہ دار
لیا آرام اوس درخت پہ آ
چہا ہا چہٹا وترین لگین کہانی
اوتری گر تو بڑی قباحت ہی
بخشتی ہند اسکی جو اونہین تاثیر
لکہی قسمت مین ہی انہونکی بند
پر ہوا انکی ساتہ آپ ہی بند
کر کے تین تین بہت سا چلائی
کہون اک بات کر ہو اب ہی قبول
طیر مردہ کی شکل ہو کی نڈھال
دام سی پہنکی گا دل افسردہ
آملونگا غرض مین تمسے سہی

مسافرخانہ
جال
دریا

ہو پیدا اس طرح کی طوطی
دور سے صیاد اسنے ہین آیا
ہوا حیران کہ ہی یہ کیا نیرنگ
ہای کیا ان پر آ گئی آفت
پہینکتا طوطی تہا یہ کہ کہکر
اوسکی پہر پہر رخ شفق پر جا واہ
ماری کہسیان پہنکی یہ جا ہا
ان سہیون سی جو ہوتا تجکو حصول
خواہ تو آج اور خواہی کل
یہ سخن سنکی خوش ہوا صیاد
رکہ زمین پر لگا یہ کرنی صدا
مہر رخسار رشک مہ صورت
شوخ پری فتنہ شکل یہ بہولی
گرم سر تا بپا بڑی چنچل
اک مہاجن بچہ جوان حسین
کہڑی کہوٹی پہ وہ پہر کہتا تہا
یعنی اوسکو خرابہ مین ہی لی
تو نی چاہا سو میری ساتہ کیا
گر خوشی سی ہی تو واہ جی وا
وہ بچارا ہوا یہ سنکر دنگ
حیرت افزا یہ دیکہکر حالت
پرندہ کہتا تہا کوئی ایسی بات
ماجرا طوطی نی یہ جب کہ سنا
جا کی صیاد او نہیں بلا لایا
طوطا بولا کہ دیہ دو نو عہد
تا نہ الفت کرون مین دل سی تلاش
انکار دونون کو نر سے ہی

طرف کی قلعیا مین لگا طوطی
دام مین طوطون کو پہنسایا
قفس دام تہا نہ اتنا تنگ
سیر کی بر باد سب گئی محنت
ہای رسی پیان ہائی کی لہیر
بولی حق اللہ پاک ذات اللہ
بیچکی اسکو ہی نہیں یہ اوٹہا
دو نکا تہا وہ مین نہو تو ملول
لیکی بازار تو مجہی تک چل
اور چلا لیکی شہر باد لشاد
لو خریدار وہ ہیرا من طوطا
زہرہ پیشانی مشتری طلعت
سادہ پرکار دلربا ہوسے
برق سان چال مین بہر پہر جلد
جسکی تابان شکل ماہ جبین
توڑی پہ توڑہ لیکی رکہتا تہا
سینہ پہ سینہ لب بلب ہی ہا
اور مالع ہوئی نہ مین اصلا
ہوکی رسوا دی تو لطف ہی کیا
گل سا رخ ہو گیا وہ زر کی رنگ
جمع آکر ہوئی بسی اک خلقت
سست ہو جس سے ہی کی بات
ہانک صیاد کو یہ دیکہ کہا
خلق کا اک ہجوم ساتہ آیا
مین کہون خواہ زر خواہی شہد
کہ سنی جو وہ بولا طوطی شاباش
جو سنی آفرین مجہی وہ کہی

بن گئی مردہ کہول کر منقار
پر مین سب مردہ ایک زندہ ہی
گہنت تی کی جو ہو کہی یہ بیجان
کہول کر منہ کو دام کی لاچار
لہاڑ اصیاد نی جب اپنا جال
دیکہنی ہی لبراس جینہی سکے
اسنی پہر جو اوسکی نی بیچی اور
ارے ناداں ہون طوطی دانا
اپنی قیمت مین آپ کرونگا
گذرے جس جا یہ چوک مین ہی لگے
اتنے مین ایک سرو گل اندام
بیسوا مین بہرا ہوا سارا
باہزاران ادا و عشوہ و ناز
عربدہ جو و خشم آمادہ
ڈالی کانون مین موتیکی بالی
دامن اوسکا پکڑ و شور انگیز
بوسی لیتا رہا ہی چٹ چٹ
میری چہوکی ہزار مین دینار
خرچی دینی مین اب مکرنا واہ
ہو گیا خشک لو ہوا وسکا لوت
سب نی جو چاہیں سو کہین باتین
دنگ ایسا ہی ہو گیا صیاد
لا تو دو نو کو میری پاس بلا
پاس طوطی کی آ وہ شکر لب
اوس سی ہرگز کرو مول تم
منع کرو دون نہ آج وہی صداد
عہد او نہون نی کیا یہ سنکی جہوٹ

کس حسرت سی ہی یہ بچہ بہار
پڑا ہی پہر اک پرندہ وسی
کیون گیا تہا مین ہای طوطی مین
اور افسوس کہا وہ دل افگار
مردی طوطی وہ زندہ ہوئی الحال
سامنی صیاد کی اوڑی طوطے
بولا اوس مخزدی سی ان نی لفو
دلمین مت یاس اپنی تو لانا
تجکو پہر بیچی مین دونی دونگا
کاندہی پر سی اوتار کر پھینکے
آتی قیامت ہی جسکی طرز خرام
جسکو دیکہو وہ محو نظارا
غمزہ پرداز اور کرشمہ ساز
ہو گئی آ ایک دکان پہ استادہ
گرد مہ جسطرح سی ہون ہالے
لگی کرنی ستیزا اور آویز
ساتہ سویا ہی میری ہو غٹ پٹ
دی مجہی جلد اور نہ کر تکرار
اور گیت عیش سکو کرنا واہ
کاٹو اوسکو تو نہ بدلین نہ خون
منہ ہزار اور ہزار ہین باتین
بیچا طوطی کا رہا جو نہ یاد
تا سنون مین کہی جہگڑا کیا
لگی دعوی بیان کرنی سب
ہو میری بات سی ملول نہ تم
مدعی مدعا علیہ ہون شاد
ہون گی ہم راضی کیو جہگڑا

تیری گئی ہی سی کر پھرین ٹک ہم
لینگی دونون سی عہد یکبار ہی
جسقدر کرتی ہی وہی یہ طلب
لایا صراف جا کی زر لاچار
بولا طوطا نہ اتنی جلد ہی کر
بولا طوطی عدل گنجینہ
ہوگا آئینہ بن نہ کچھ انصاف
آئنہ جب کہا مجھا دے زر
لی وہ آئینہ مین ہی جتنا زر
جب حکم طوطی نے کیا یہ حکم
تہا تماشا جو تکا وہان ہجوم
ہو گئی ممنون طوطی کا وہ پسر
یوسف خضر سیرت تہا ایک
تہا خریدار و نیسی بس فراغ
آنکھین طوطی سی پہیر کہتا او نہ
لیتی دیتی نہین ہین کچھ مطلق
جب خریدار جائینگے سب مر
جب اوڑی طوطی کی خبر ہر سو
اپنی پنچھی کی یاد مین [illegible]
یاد نت کرکے اپنا وہ پنچھی
سنی اس طوطی کی جو اوسنی خبر
کچھ اونہون نی کیا نہ مول اور
آئنہ سا وہ مکہرا دیکہتی ہی
باد لگرم باتین کرنی لگی
میٹھی میٹھی وہ باتین کین بن
سونی روپی کی کلہیان انہین دیہر
در دہجران سی ہوتی جسدم ملول

ہون گنہگار نچ کی اوسدم
یون کہا طوطی نے بہ عیاری
لا کئی گن اوسکی و بر و توسب
اور کہنے لگا درم وہ شمار
لیگی آخر کو تو ہی تو یہ زر
یا زوا اک قد آدم آئینہ
لاؤ آئینہ تا ہو جھگڑا صاف
طوطا بولا کہ زر شمار اب کر
اور اس زر پہ تو نظر مت کر
غنچہ لب ہنس گئی وہ [illegible] بکم
واہ وا کی مچائی سب لی دھوم
کودتا پہاندتا چلا گیا گھر
تہی خریدار جمع لاکہون لیک
پہونچا صیاد کا بعرش دماغ
لینگی طوطا یہ دیکھو انکا منہ
ٹین ٹین ٹین لگائی ہی ناحق
لیجیگا آپ اسکو تب آ کر
اور یہ چرچا ہوا بہ ہر زن و کو
ہر یکہ ہر وسی کرتی تہی سو بات
کہتی اللہ تہی جی بیجو سبہے
دلکی بہلانیکو وہ خستہ جگر
بلکہ منہ مانگا اوسکو دیکر مول
بولا طوطا کہ مینا جگ جی
سن جواب آہ سرد بھرنی لگی
کہ وہ شیرین ہی ہین سبھی مفتون
وانی بانی سی اپنی ہاتہ دین بہر
دلکو بہلاتی اس سی ہو مشغول

تو کہیگا جو کچھ سو مانینگے
گر نہ اتنا تو درنگ جلدی جا
نہ کرو تکا ستم نہ ظلم و جور
گن چکا زر کو جبکہ یہ غمناک
جز تری اور کون لیوی گا
جا کی لے آؤ اور کرو مت غل
دوڑ کر لائی لوگ آئینہ
جب پڑا آئنی مین عکس شمار
کیون نخواب خیال جو ہو کام
صاف ہو شکل آئنہ حیران
ہو وہ شرمندہ اپنی گہر کو چلی
گئی خندی وہ ہو گئی جب جہوٹے
کوئی کہتا تہا ڈیڑہ دو کوئی پون
کہتا کوئی کم جو مول سنکی زیاد
دینگی چہپن تکی میان جی کہول
میان مٹھو یہ میرا لوگی کیا
کوئی نہ لیگا تو دونگا تمکو پہر
رنج شہسی کی تہی جو وہ رانی
کنج تنہائی مین پڑی ناشاد
کہاتی تہی غم یہ غمگسار نہ تہا
بولی خدام سی کہ جلدی جاؤ
لاؤ وہ طوطی شکر گفتار
سن یہ پیاری صدا وہ دل مردہ
طوطی نی باتین کرکی [illegible]
پنجرہ سونی کا اک جڑاؤ بنا
پنجرہ تکا سب سمت گر سامان
سنکی طوطی کی نغز گفتاری

بات ہم تیرے وہی جانینگی
تو را دو نیاز کا یہان سے لے آ
دونگا اسکو یہ مانگی ہی جسطور
لگی لینی وہ سیم بر جا لاکھ
اتنا پر جلد کرن دیوہ بکا
جاتی جھنکڑ بکی تا کہ قلعی کہل
صاف جیون سینہ صاف تکا سینہ
طوطا بولا یہ بیسو اسی یکبار
ملینگی مر زدہی خیال کی خام
بولی آئینہ وہ نہ تا بہان
اور پیچہی سی تالی بجنی لگی
اگی طوطی یہ خلقت اک ٹوٹی
لی یہ یوسف کو بن زلیخا کون
ناک بہون وہ ہین ٹیڑہی کی چہپائی
طوطی ہی نت ہی ہین لیتی مول
تیان کوئی لی تو دیلی کا [illegible]
جاؤ جی مت پہراؤ میرا سر
جلتی تہی جو بسونہ پہاسنے
کرتی اپنی فنو کو تہی یاد
پاس کوئی تہی جز خیال یار نہ تہا
اور وہ طوطا خرید کرلی آؤ
شکرستان خانی مین یکبار
خوش ہوگی تہی خاطر آزردہ
کرلیا اوسکو شیفتہ جہٹ پٹ
طوطی کو شکل جان اوسمین رکہا
دیا لٹکا یہ کلبہ احزان
غم غلط کرنے تہی وہ کہیا کیا

تہا با بین حبیب لہل لہل کر
جسکہ جو گرہ تہی یہ تنہا تی
تو بہلا اپنی دل کو بہلاون
بولی کہ آپ بیتی ای مٹھو
تہا اوسی شوق میہمانداری
یہی اوسکا ہمیشہ تہا معمول
کہتی کایا پلٹ ہین جسکو لوگ
دم مین زندہ ہی دم مین لاشا ہی
کر سدا نقل روح ہر تن مین
پر نہ اوسکو چہپا سکا اصلا
مارا صحرا مین شہ نی ایک ہرن
غیر کا اس جگہ نہین کچہ ڈر
شاہ نادان تو ہرن مین گیا
جسد آہو مین رہا یکچند
پہری صحرا بصحرا کہاتا دہوپ
جسکو قاقم کی بال ہوتین وبال
جسکی معشوق سو وین ہو چشم
جو کری آپ آہوونکو صید
باکی القصہ طوطہ اک بیجان
اوڑ کی جاتا کہ شہر کو جاوی
کیا طوطوں نی اسکو اپنا شاہ
بن کی ہالا نہیں ارجمند تہے
شہر کی پاس ایک جا پر ہاے
کہنا مانا نہ شاہ کا زنہار
بارہی وسن طوطی نی وہ کی تدبیر
لیکی صیاد طوطا وہ ناچار
بیسوا مال زادی اک کسبی

کرتا تقلین حبیب لہل لہل کو
چپ پڑی رہتی تہی وہ شیدا کیا
واری صدقی مین تجہ پہ ہو جاؤن
لگا کہنی وہ مرغ شیرین گو
کرتا سیاح جو کی وہ غمخواری
نا ہندی کرتا سہر دون سی جھگڑا
کرنا پڑتا نہین کچہ اسمین جگ
علم کیا ہی بڑا تماشا ہی
سیر کرتا تہا شہر اور بن مین
دیا افسون وزیر کو سکہلا
تہا نہ اوسدم کوئی بجز دو تن
شہ تو کایا پلٹ ہرن مین کر
اور وزیر اوسکی پتلہ تن مین گیا
پائین سو سو طرح سی رو گرند
کہان انسان کہان رنگارو ب
ہای بہنی ہرن کی سخت وہ کہال
دلبری جو کرین گہی کہ خشم
ڈر ہوا وسکو نہ کوئی کرلی قید
پتلہ تہا قالب مین اوسکی سپہ سلطان
اپنی بہنا کو جا کی دیکہ آوی
اور اوسکی بہی وہ آپ سپاہ
اوڑ گیا تخت پر بلندی تہی
تہا جڑی مار ایک دام بہاہی
جا پڑا دام بلا پہنسی یکبار
دام صیادی سی چہٹی جو اسیر
بیچنی کی تئین گیا بازار
کسی صراف سی جہکڑتی تہی

تجہ کو پاون سہی تو کر بیتا
ایک شب بولی یون وہ غمگین ہو
بولا اچہا یہ تو کہ دو سجے
ایک تہا بادشاہ ماہ لقا
ایک مہمان سرا بنائی تہی
اک مسافر فضائی کار آیا
اک ہی افسون سی ہی نکلتا کام
علم جب شہ کو یہ ہوا حاصل
کیا کہون اوسکی پر تنکی نظری
ہوا کرنا خدا کا یون اکبار
بولا سلطان سی بہی وزیر پلید
مکر سی اوسکی شاہ کیا آگاہ
شاہ بیچارہ ہای بن کی غزال
کہ تو شہزادی ہو جو شاہ زمن
بستر گل پہ سوی جو ہر دم
برگ پان جسکی ہوین بان گہہ آ
وحشی دشت اوسکی ہووین رفیق
اوسکی حالت یہ جب کروں نظر
گو کہ حیوان ہی کی ہی حالت
طوطی کی لاش مین رفیق ہوے
دیکہ قدرت خدا کی ای بہنا
قصہ کو نہ کرون وہ از نہ بات
دانی کی حرص سی وہ سب طوطی
بیٹہا تہا نہ شاہ جو اونکا
کر کی حیلہ ہی رفیق چھڑا
آگیا بازار مین تو دیکہی کیا
جو کہ شہزادی بہت سنکی سخن

ظلم تہا اوسکا ہر طرح وہ بہت
میان مٹھو کوئی کہانی کہو
آپ بیتی کہون کہ پر سنیے
سیر اور نیرا بادشہ ہی خدا
رہتی وان اک خدائی تہی
اوسنی اک علم شہ کو سکہلایا
روح ہر گہٹ مین کر سکی تہی خرام
گتین لاکہون ہی اوسکو جان گل
گو کہ افسون تہا وہ دو حرفی
گئی شاہ و وزیر بہر شکار
کیجئی کایا پلٹ کی اسدم دید
اوسنی کایا پلٹ وہین کی آہ
بہاگا بس خوف جان سے فی الحال
کیا غضب ہی آہ بن کی سر
خار و خس پر رہی ستم ہی تم
کہاتی وہ برگ و کاہ ہای میان
اور جنگلی ہرن ہون آہ شفیق
تنگ ری ہوتا ہی آہ میرا جگر
با یا کچہ سکہ پر آگی کی نسبت
حال پر اسکی وہ شفیق ہوی
وان ہی اوسکو خدا نی شاہ کیا
آگی سنیا سن اوسکی اب حالات
کہانی بن پانی ہی اک غوطی
وہ بہی انستہ اونکی ساتہ پہنسا
پر گرفتار دام آپ رہا
بیچنی جہگڑا وہان ہی وہ پڑا
پر کہائی سمجہ کے رہ گئی سستن

کرکی سبز داستان اس رنگ | شاہ بہرام کو بلادی بنگ | بس چڑہاتی ہی سبز پیالا | سو رہا جہٹ بناو شہر بالا

گلزار پانچوان جانا بہرام کا روز سہ شنبہ گنبد گلناری مین اور روز و شب مشغول ہونا ماہ تاتاری سے

ہوئی سہ شنبہ کی جبکہ صبح نمود | ہوا گلنار رنگ چرخ کبود | مہر خاور سی سرخ قبا | جلوہ گر تخت پر فلک سے ہوا

شاہ بہرام صورت بہرام | پہن گلنار گون لباس تمام | ہو کے گلگون باد پا پہ سوار | آیا گلگون محل مین شکل بہار
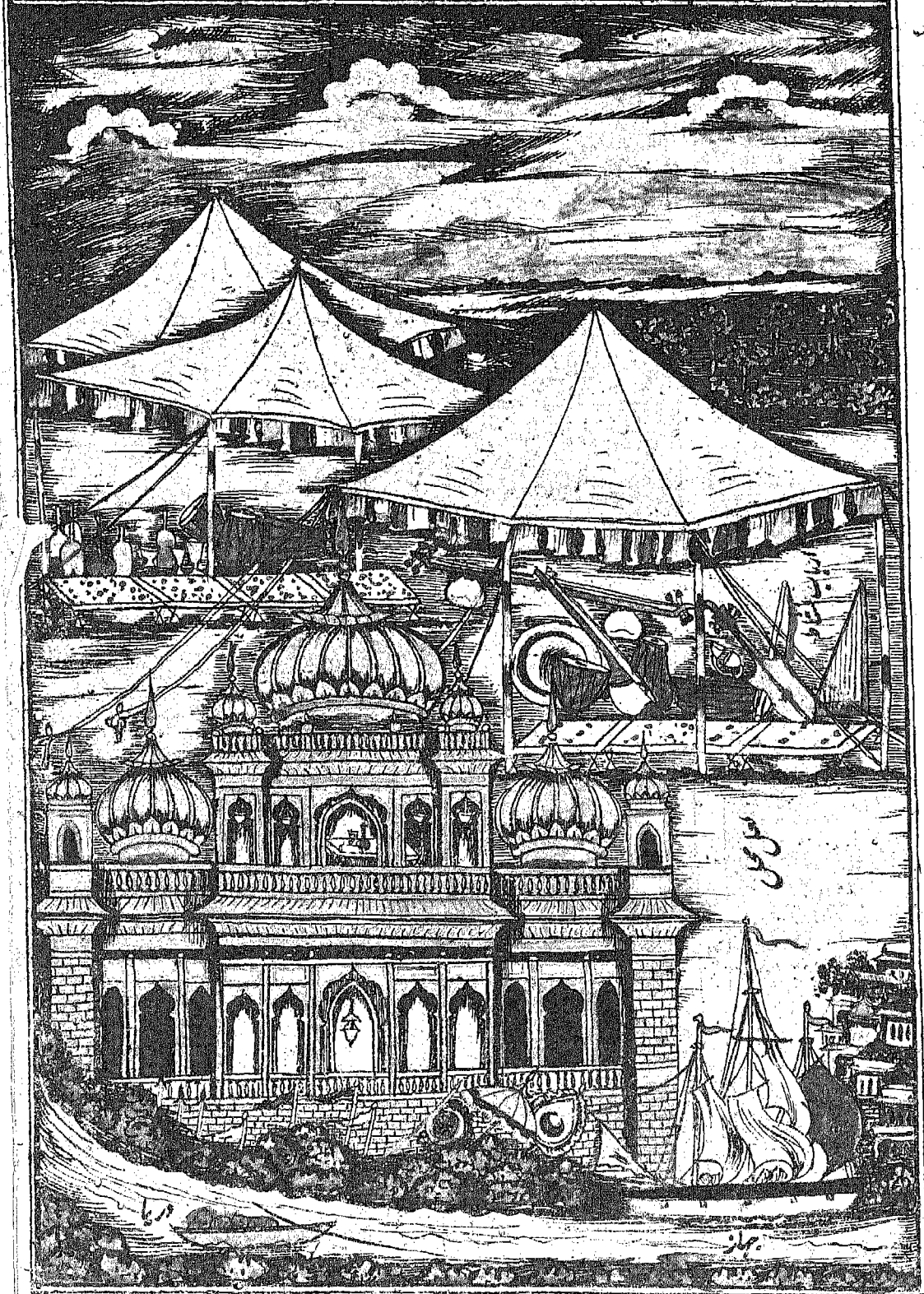
سہر پہ رکھ تاج سرخ جیسون خروس
گیا اور رنگ لعل گون بہ جلوس

پھر خدمت ہوئی وہ آ حاضر
کیا اسباب عیش لا حاضر

پی پہ پی چل رہا تھا جام جام
مئی گلگون کا دور تہا تا شام

گیا ساقی نی سبکو بادہ پرست
شیخ سرشار اور زاہد مست

آئی خلوت مین جسدم ساقی
رہی اغیار ادہر اودہر جاتی

بلبل مست نی گرا منقار
کر دیا برگ گل کو جیب افگار

تھی گلگون سی کہ زبان نگین
یعنی کہ کوئی داستان رنگین

نت شگفتہ رہی گل اقبال
بار ور باغ عمر کا ہو نہال

کیا گل داستان جرا بی بو
لاؤن جو مین حضور مین اوسکو

لطف شاہی کری اوسی قبول
گل سی افزون شرف ہو مجکو حصول

سنکر آیا ہوئی وہ غنچہ دہن
ہی سنا یون کہ در زبان کہن

ملک پنجاب مین تھی پانچ رفیق
حال پر ایک دوسری کی شفیق

کہتی یکتا ہی کا جسے دیوان
خمسہ چیدہ اوسکی تھی وہ جوان

الغرض اون مین تھا نہ کوئی بیکار
پنج گنج ہنر تھی پانچون یار

اون مین ایک شہریار زادہ تھا
شاہ جسکا کہ باپ دادا تھا

گردش چرخ کا مگر تھا سلوک
شاہزادہ ہوا تھا جو مفلوک

یا مصنف کا جسطرح سی نام
کہتی ہینگی حسین شاہ انام

رکہتا تھا گنج شائگان پر زر
شکل انجم شمار سی باہر

چوتھا اون مین جو تھا بڑھئی بچا
اپنی فن مین وہ بہی تہا یکجا

پانچوان تھا جو باغبان زادہ
تھا ہنر اوسکا سحر آمادہ

گو نہ اک دوسری کا تھا محتاج
دیتا تاجر پہ سبکا مایحتاج

پانچون باہم شریک شادی و غم
کرتی تھی نت سیاحت عالم

شہر جیسون گلستان نظر آیا
رشک فردوس وہ نگر پایا

چہچہہ زن بصورت بلبل
تھی وہ نظارگی بہر یک گل

دیکھا ناگاہ اک صنم خانہ
کہ ارم رشک تھا وہ کاشانہ

تھی سب چین منقش اون سی
نقش ارژنگ تھا خجل اون سی

تیشہ رانی اونہونی کرکی تمام
تھی بنائی خدائی کی اصنام

تھی جوان ترک شوخ تاتاری
پہنی یکسر لباس گلناری

جام لعلین مین بادۂ گلرنگ
چلتی لا کا یہ بانگ بربط و چنگ

پاؤن لقوہ کا وان چپتا تھا
نہ ہی اپنی ہاتہ ملتا تھا

شب کی آئی ہی شاہ صہبا نوش
اور صراحی ہی سیب گلگون پوش

ہوئی باہم وصلت گل و بلبل
سرخرو ہو گئی وہ صورت گل

ہو گئی خندان برنگ گل بہم
بولا اوس سی کہ سرو گل اندام

بولی شگفتہ ہو وہ غنچہ دہن
ہی شہا تا بہار پر یہ چمن

رہیو اعدا کی سینہ مین چہپتا
خار خونخوار رنج و نیش بلا

حکم شہ سی ہوں مین جگر خستہ
لائی ہونگی بنا کی گلدستہ

کر حق معذرت بلطف ادا
صورت غنچہ کر دہن کو وا

عنبر بیزی کرنا اوس شوخ تاتاری کی اور افسانہ گوئی کا کلفامی سے

ضمن الاوقات رہتی ہین باہم
جسطرح پانچون انگلیان ہین بہم

کہتی ہین جسم دوستی کا جسی
پانچون اوسکی حواس خمسہ تھی

تہا ہنر سی تہی نہ اونکا ڈہانچ
پانچون القصہ تہی بڑی ہی پانچ

تہی وہ در صنعت منتظر جانی
پنج نوبت زنان بسلطانی

یون کہا تا تھا شاہ وہ بی جاہ
لوگ کہتی گدا کو ہین جیسون شاہ

بیٹا تاجر کا دوسرا تھا جوان
اوسکی دولت کا کیا کرون بیان

نقب زن تیسرا تہا کالا ہی
نقب تا ماہی زمین جو لگا ہی

کرتا بر جی سی بال مین سوراخ
نہ بہت تنگ نہ زیادہ فراخ

اس سی کیا ہو گی صنعت افزود
کرتا گلبا فی مین تہا حرف نمود

کہ کی خدمت ہر ایک کی وہ یون
اولٹی ہوتا تھا آپ ہی مضمون

پانچون سیاح ہونکا بتاتی ہین
پہرتی پہرتی گئی وہ کانور دیس

کرتی پہرتی تھی کو بکو یہ سیر
گاہ مسجد مین اور گاہ بہ دیر

لذت از بسکہ سیر سی پائی
تہی پہر کوچہ وہ تماشائی

تھی ہر اک رو ہی جان بت سنگین
مختلف رنگ سی ہر اک رنگین

سنگتراشان آزری پیشہ
جسکا جادو تراش تھا تیشہ

سنگ مرمر سی سب نی مر کر
بت بنائی تہی سخت دل پتہر

دست فتنہ وہان سی ہی کوتاہ
ہمنشین اوسکی نندہی سا اس
دیکھکر شکل کامرانی کے
برج کی گرد سنگ کا ہی حصار
گرد قلعی کے چوکی پہرا ہے
رہتی ہی اوس حصار کی دہن
وان کا راز اوس کچہ نہین مستور
ربطا اوس سی غرض کیا پیدا
جب کنوندھی وہ ہوچکی لونڈی
کرنہ وسواس لین کچہ اصلا
وارہی پہیری گئی نکہا کچہ غم
گوندہتی جب وہ گہنا پہولونکا
بڑہیا اکدن گئی ہوئی تہی کہین
تہا جو بڑہیا کا کام کرر کہا
باوجودی تہی آپ ہی استاد
گئی مارے خوشی کی جیون گل پہول
ہوتی حیران کہ کیا یہ صنعت ہے
تجہسی آگی نہ تہی کبہی دیکہے
بولی ہی ساختہ مرا گلزار
بولی توتی ہی گر بنا یا سب
ہیکو کا چار ہو سکے بیچاری
ہی مسافر غریب بیچارہ
بیشمار اوسکی ہین عجیب ہنر
اورکہا یون کہ تو نہ کچہ پوچہو
آکی کہنی لگی جوان سی یون
زر وہ بڑہیا ہی کو دیا اوسنی
بیٹہی خلوت مین شب کہ اوسکی سب

نہ کچہ آشوب نہ خلل کورا ہ
لینک ہی یا کرہ کیتراک پاس
داد دیتا ہے کامرانی کی
باتین کرتی فلک سی ہی یوا آ
جاہی جو وان یہ کسکا زہرا ہے
زیت اک بڑہیا منہنی مالن
پہر جو ظاہر کری یہ کیا مقدور
دیکی زر خوب کرلیا شیدا
باغبان زادی نی یہ خواہش کی
بار خاطر نہین ہین ہوئی کا
رکہ مری انکہون پر تو اپنی قدم
بیٹہا چپکا یہ دیکہتا رہتا
وقت فرصت ملا جوان کی چنگیز
خوانچی ہین لگا گئی دہر رکہا
پر ہوی دیکہکر نہایت شاد
پاس اوس گل کی لی گئی وہ پہول
نہین صنعت خدا کی قدرت ہی
سحر کاری یہ مین ابہی دیکہی
اور مری باغ ہی کی ہی یہ بہار
لی بنا میری دبہ دو تو اب
راستی یون ہی تجہ مین وار
ہوی گل کی طرح ہو آوارہ
یہ ہنر کیا ہی سب سی اذناتر
اپنی جہان ہی کو سب تو بچو
لی یہ انعام وان سی لائی ہون
ذکر یارون ہی جا کیا اوسنی
اور کیا بڑہیا کو وہان پہ طلب

ہی کہین اوسمین یون وہ مہ پارہ
بادشہ جب فراغ پاتا ہے
کامرانی سی کامرانی کر
طایر وہم کی اوڑان ہی کیا
جب پرندہ وہان نہ مار سکی پر
گہنا پہولونکا کرکے وہ طیار
ریشمونی سی پہر کی وہ جوان
شکل گل اپنی کی زرافشانی
تو سچا مانگی ہی مین تیرا پسر
بولی بڑہیا کہ اسی کیا بہتر
الغرض اوسکی گہر ہوا یہ مقیم
کرچہ اس فن مین تہا بڑا کامل
گوندہ گہنا نئی گوند ہاوٹ کا
ہلبلاتی ہوئی جو بڑہیا آئی
گہنا کیا گلستان صنعت کا
دیکہتی ہی وہ گلبن خوبی
پوچہا کسکی یہ دستکاری ہی
کون ہی وہ نگار گل صورت
صرف اس فن مین ہو گیا ہی سن
بات جب امتحان پر آئی
گل گلزار حسن ایک جوان
اوس چمن سی ادہر کو آیا ہی
سن یہ اوس قدر دان نی فی الحال
آئی بڑہیا ہسی خوشی وان سی
پایا مقصود کا کہلا جو پہول
وہ وفادار دوست یکرنگ
پہلی زر منہ بہرائی اوسکو دیا

ساتوین آسمان پہ جیون تارہ
نردبان رکہ کی وان پہ جاتا ہے
سو ہی بیٹہی اوٹہی پہر اٹہی او
اور کی جہولی جو کنگرہ اوسکا
ہو وہی کیونکر بہلا بشر کا گذر
جاتی ہی اوسکی پاس ہر اکبار
بڑہیا مالن کی گہر مین آئی اوب
کہ وہ فولاد دل ہوی پانی
آ رہون مین کہی تو تیری گہر
پوچہنا اسکا کیا ہی تیرا گہر
اور بنا اوسکا ہمنشین و ندیم
پر بنا یا تہا آپ کو جاہل
اور بنا کر عجب بناوٹ کا
ٹوکری کہنی سی بہری ہوی پاکی
گلستان کیا جہان صنعت کا
گل رعنا ہی باغ محبوبی
سچ بتا دلکو بیقراری ہے
جسنی گلشن بنا ہی یہ صنعت
اور کو ہی کیا بنا ہی کام مین
تب تو وہ پیرزال گہبرائی
ہی کئی دن سی گہر مری مہمان
رنگ اوس گل نی یہ دکہا یا ہے
ٹہی بہر اشرفی دی کو دمین ڈال
لی گل اشرفی گلستان سی
شکل بلبل گیا خوشی سی پہول
پا کی سررشتہ مراد دبینگ
بعد آگاہ راز دل سی کیا

اوسکا کہنا جو تہا وہ یاد اوسکو
ہوگیا نقش ہی پہ دیوانا
سنتی ہی پیرزن یہہ اوسکا کلام
سر اوٹہا پہر وہ یون لگی کہنی
یہہ سخن مت زبان پر لاؤ
دیکہتی دیکہتی ہی اک عالم
سنگدل مت ہزار ہا ہین لیک
شہر مین اوسکا لی جو کوئی نام
نام اوسکا زبان پہ مت لاؤ
سنکی یہہ کرنی وہ لگی زاری
دیکہہ کر یہہ نوازش بیحد
ایک جان کیا اگر ہوون جان نثار
اچہا کچہہ ہوئی ہو سو مجہپر ہو
کہتا پہولونکا جو کرون طیار
بولی بڑہیا کہ مین کچہی کی جو آست
گئی اس مشورہ مین بات گذر
پہول سو بیچ تکہی کا ہو ضیا
طرفہ گلدستہ ایک بنانی لگا
جب مصور ہوئی وہ گل اندام
جب وہ گلدستہ ہو چکا بستہ
تہا نہ نقشہ وہ نقش تہا جب کا
نام کو اپنی دیکہہ صاحب نام
نام سمجہی لگی وہ عاشق کا
مجہکو اوس گل نی کر دیا بلبل
لالہ سان داغ پر کیا دلمین
پیرزن نی سنا جو یہہ افسون
اپنی گل گلستان رعنائی

اوسی کہنا جو تہا کہا اوسکو
نقش دیوار اوسکا بن جانا
سن ہو چپ رہ گئی یہہ اپنا تہا نام
تہوڑی ہی دن جیتی مجکو رہنے
آفت اپنی نہ جان پر لاؤ
کہتی ہون سچ تمہاری عشق کی قسم
سخت ترا س سے مین دیکہا اک
لگا مین اوسکی زبان خامش عام
فتنہ خفتہ کو اری نہ جگاؤ
گر گرانی لگی بصد خواری
بار احسان سی ہو خمیدہ قد
تنم پہ اکرآن مین کرو مین نثار
تابع حکم لونڈی کو سمجہو
اوسکو یہہ سمجہا وہان بلا نکلا
ہی یہی اوس نگار کی درخواست
اور ہونی لگی نمود سحر
چمنستان آسمان مین کہلا
جسکا گلزار صدقی جانی لگا
کامرانی لکہا جبین پہ نام
پیرزن کو دیا وہ گلدستہ
ساعت تسخیر مین وہ لکہا تہا
ہوئی مطلوب نام طالب نام
واہ وا کیا عمل وہ سحر تہا
کس چمن کا یہہ لائی آہ تو گل
خار زخم آہ گر گیا دلمین
وہ فسانا اوس سے بعلی تونے
تو نی کیسی یہہ بات فرمائی

یار کا ہونا عاشق اوس نے
کچہہ سنایا سب اوسکا حال یون
دیر تک یون رہے بحال سکوت
کر نہین تمکو میری جان کا خطر
کیا ہو تم اپنی خون کے پیاسی
دیکہہ تمثال شوخ کافر کو
ندیان خون کی بہانہ جاری ہین
ہو وہی حسن بات مین کہ جسکا خطر
کچہہ نہین مجکو اپنی جان کا ڈر
پہلی سنتی وہ ناز دیا اوسکو
لگی کہنی کہ ای جوانمرد آ
دیکہی یہہ زر جو تمنی مول لیا
باغبان زادہ بولا وہ تہا اسطور
تحفہ پہونچاتی اوسکو پیارہ
تیرا مطلب ہو اوسکی ہی خواہش
کل تب ہو سے مہر آتی خزان
باغبان زادہ وہ گل اورنگ
کرکی اوسمین نمود نقش و نگار
کچہہ قلم سی نہ تہی وہ حرف لکہو
لی گئی اوس نگار پاس وہ نقش
دیکہہ نقشی کو بس وہ نقش شعار
کیا اسم جمالی نی وہ عمل
بولی بڑہیا سی یون وہ بیکل ہو
کیا ہی الفت کی داغ کا گل ہی
تو کسی رنگ داغ یہہ ہو ڈال
یون لگی اوسکا امتحان کرنے
آج وہ گل ہی تو باغ جہان

سنگ پر مارنا وہ اوسکا سر
وہ دستون نی بہا کی چشم سی خون
ہو وی بیہوش جیسی کوئی مدہوش
رحم تو کہا وہ بیٹا اپنی پر
ہا ہی در گذر ہو اس تمنا سی
مر گئی ہین ٹپک ٹپک سر کو
جانین بہتونکی اسنی ماری ہین
صاحبو اوس سے در گذر بہتر
رحم آتا ہی پر تمہاری پہ
شکل گل زر سی بہر دیا اوسکو
کیا یہہ احسان ہی تم پہ مین قربان
جو کہو تم سو باندی لائی بجا
تجہسی درخواست کچہہ نہین ہی اور
اور وہ جو کچہہ کہی سو سمجہی کہو
پہر تو دیتا ہی دلکو کیون آزار
اور گل چاندنی ہو ایران
کر طلب پہول جلد ہر کا رنگ
نقش اوس بت کا کر لیا لیا
گوندہنی مین بنائی تہی گل سے
کامرانی کا نقش تہا جو نقش
ہوئی حیرت زدہ فزون قیاس
شکل بلبل ہوئی وہ گل بیکل
لا کسی رنگ یہان تک اوس گل کو
یا محبت کی باغ کا گل ہی
دل سی میری یہہ نوک خار نکال
راز پنہان دل عیان کرنی
آرزومند جسکی ہین شاہان

سات ایوان وہ سات رنگ بناکے
حجرہ در حجرہ ایک جا طیار
جب مکان ہو چکی درست تمام
نقب سے کے مکان مین آیا خلل
پہلی کہود ستون مین لیبار
اندر اندر بنایا زینہ یون
آیا آہستہ نقب سے باہر
تہا کیا جیسی پیشتر دریافت
کہ کہاں ہی زینب مستغنی جا لے
دم بخود ورنہ آ پہرا الٹی پاون
باولی جا وہین ہی تہی بن
ہی بڑہیا کی اور جب اوسکی ساتہہ
سخت مشتاق تہی جو وہ مضطر
جہک کی غرفی مین کی جو نیچی نگاہ
تو کوئی دم یہان پہ کر آرام
کرکے بنجارے نے سلام کہا
جا ہتی یون ہی پہ ہی جائی غور
کہکی یہ اور کرکی دور ہراس
رخنہ فتنہ کی تئین کر بند
گو مین دیکہا نہین ترا دیدار
فرش رہ کر رکہا ہی دیدۂ و دل
آج کی شب اگر کرے تو کرم
کہہ یہ پہر پاتہ کا دیا جہلا
گیا اک یار دوڑا تہا سے نے
مژدۂ جانفزا کی سنتی ہی
پاس کو جان چلا بمشکل ہوا

رنگ سی جنکی رنگ گل شرمائی
گئی اتنی نہ جنکا ہووی شمار
کردیا جہٹ شروع نقب کا کام
نہ ستون نی ذرا بہی پایا خلل
آمد و شد ہو جس سے نقب اندر
پایہ بر پایہ ہین بناسے جون
اور پہونچا ہی بڑہیا کو یہ خبر
راز دل اب بہی ون ہی کی دریافت
کر تو نامحرمون سی جا خالے
نقب کا لی نہ اوسکی آگی ناؤن
غرق تہا بحر عشق مین تن من
لیا دونون نے باندہ کے بہی گانٹہ
مارے ہی اک ایسی لات روزن کے
سمجہی بنجارے سے کو عاشق آہ
تاکہ دین داد عیش ہم ناکام
ای تو ہہر سپہر جہت وفا
تیرا مطلوب مین نہین ہی اور
آیا بنجار ہٹ کی یارون پاس
بولی یون پیرزن سی ہو خورسند
پہ بہون نادیدہ آہ عاشق زار
ہر دم وین تک نہین ہین تحمل
لونگی آنکہون پہ اپنی تیری قدم
کہ نشانی یہ جا سے کو پہونچا
عاشق سب پرست کو لانی
کہا جی این یہ بات کیا ہی جی
اوٹہ لگا سنتی ہی تنگا سا
ساتون مکان کی ... سی

ساتون ایوان کی کی سات چمن
کرکی فرش و فروش سی تزئین
چند مدت ہی مین قریب ستون
پہر تو بنجار اپنی لی ہتیار
کی تہانی سی یون نہاسنے زرا
زینی کا جب قرینہ یون پہونچا
بولا جا ماہ آسمانی پاس
گرا دسی قول پر اوسے پاوے
کہول دون تا دریچہ مقصود
جا کی بڑہیانی لی جو اوسکی تہاہ
لی قسم بڑہیانی برائی عہد
کہ نہ بشنو ہرزہ ہی اوسے دلشاد
جو ہوا فتح باب عیش و نشاط
بولی شکر اسکا کیا کرون مین ادا
اور مرضی نہو جو تیرے یون
از رہ لطف و مہربانے تو
چون دو عاشق شوند باہم جفت
کہڑکی کو نازنین نی بند کیا
جا کی جانان سکے یہ بعد سلام
جان بلب ہون مین جان آجاؤ
دل نپٹ بیقرار ہے میرا
قسم جان میہمان عزیز
آکی بڑہیانی دی یہ اکو خبر
دی یکایک جو یہ خوشی کی خبر
مین کہان اور کہان وصال حبیب
آکی دیکہا مکان وہ رشک بہشت
دوستو نکلا ہوا وہ شکرگذار

وہ بنائی کہ داغ ہو گلشن
رشک جنت کیا مکان کے تئین
نقب پہونچائی اوس جوان نی تو
رخنہ کرنے لگا درون منار
جو نہ بالانشین ہوئی آگاہ
کہ کری سقف مین دریچہ وا
یعنی یہ چہرہ کا مراسنے پاتش
اور وہ ثابت قدم نظر آوی
اور کہہ دون وصل یار سی خوشنود
چاہ کا دونا پایا کہدا چاہ
پہر مضبوط کی بنائی عہد
بند غم سی ہوئی وہ سرو آزاد
ہوا سو فتح باب عیش و نشاط
تو نی مرہون لطف مجکو کیا
تو چلی مین ہی مان پہ آتی ہون
ہی جو خواہان میہمانی تو
من دعائی ز دور خواہم گفت
اور کچہ فرش اوسپہ ڈال دیا
بدل زار و جان بی آرام
جان جاتی ہی جان آج آؤ
اور فقط انتظار ہے تیرا
نرکہون کی عزیز جان عزیز
خوش ہوتی یار یہ سخن سنکر
بی خبر بیٹہا ہو گیا سنکر
سچ اگر ہی تو ہی سخن یہ عجیب
دی تہہلا جسنی سیر گل گشت
گیا قربان ہر اک پہ سو سو بار

جھک کی جیون شاہ کو سلام کیا کام اوسکا تو بس تمام کیا
کیا ہی یہ وہی ماہ خرگاہ ہے کہ فلک سیج مین کی ہوئی راہی
کر کی دل مین خیال گوناگون کہتا کیا خواب دیکھتا ہون ہنوز
گر یہ حق ہی اور ہی پری ہی ہی تو تو زیبندہ مجھ سی شاہ کو ہی
بسکہ آیا نہ اوسکی دل کو قرار بھیجا اک شخص کو بسوی منار
وہ گیا اوسطرف اوٹھائی قدم یہ چلی اسطرف بڑھائی قدم
دور کر اوس لباس کو یکسر منہ کری مار لیٹی بستر پر
دیکھکر خواب مین اسی وہ پہرا پہونچی یہ اوس سیلی کی ہی یان آ
می ہر اک کی تئین پلانی لگی پینی والون کی جان جانی لگی
خار خار دلی سی پا کی فراغ لگا ساقی سی پینی پی کی ایاغ
تہا پکاتا یہ دل مین خام خیال کیونکہ لیجاؤن یان سی اسکو نکال
خوب آنکھین ابہی سیکین تہین پہر نظر آنکھین وہ نہ دیکھین تہین
گو ہی بازہی کی جہرنی جب آ آکی کرپال مین غلیلا لگا
جاسی جاتا نہ گو کہ تہا اوکسا لیک مجبور اوس جگہ سی اوٹہا
اسطرف سی یہ ماہ زود از زود سیج خانہ مین آ ہوئی موجود
پہر لگی کہنی آپسی وہ عیار پوچھنا اسکا کچہ نہین درکار
منہ ہی کیا اور اوسکی کیا طاقت تجہسی شہ کی جو وہ کری جرات
بزم آراستہ کی تہی بس ہو کسی اور سی نہ لاکہ برس
لیکن ای شک گل و لالی بہار بن تری میری آنکھون مین تہی خار
دلکو عشرت کی بیقراری سی تہی ساقی شب کی یادگاری تہی
آنکہ کیونکر لگی سے لگی جب آنکہ اوسکی تو لگ گئی تہی پٹ سی آنکہ
جی کو تہا گو صنم سی پرچاتا لیک آرام اوسی نہ تہا آتا
بر مین مطلوب اور اسکو طلب پانی کوزی مین اور یہ تشنہ لب
نہ پیا آب اور رہا مرتا یاد پانی کی تشنہ لب کرتا
لیک جب جب کا رات لائی ایاغ اور ہوئی دشمن اخترونکی چراغ
مصلحت کی تہی وہ ماہ جبین بولی غصی مین آگئی جا بہی کہین
بزم وشنہ کا نہ پایا طور دیکہا نقشہ ہی آج کا کچہ اور

دیکھتی ہی اوسی وہ محو طرب بولا گم ہو گئی آپ مین یارب
بالکہ ہی چہرہ میرسے بینائی گرد وہ ہی پی تو کیونکہ یان آئی
ہو گئی گرد وہ غزال دیدہ دلیر آتی پی ڈر نہ روبرو شیر
دل جو ہوتا تہا دمبدم بیکل دیکھتا تہا وہ آنکھون کو مل مل
تا خبر لای جلد اوس مہ کے ورنہ جاتی سے عقل یان بہکے
دیس کی شوخ نی نہ اک دم کے اوس سی آگی ہی گہر مین آ دہمکی
دوڑا ہرکارہ جب وہان آیا سوتا بستر پہ شوخ کو پایا
شاہ کو جام سی لگی دینی گر دیا اوسکا دل لگی لینی
آخبر وارنی خبر یہ دی کہ ہی بستر پہ ناز مین سوتی
گو کہ پیتا تہا جام پی در پی مست ساقی تہا پہ نہ مست می
تہی جو بحر ہوس کی طغیانی نشہ مین ہر دم بہر آئی تہا پانی
بند کر لی جو مہ نی اپنی چشم اور مرغ سحر نے کہولی چشم
تہی تمنای دید ابہی باقی بلکہ افزونی پہ تہی مشتاقی
چھوڑ کر دل نہین وہ مستانہ لڑکہڑاتا چلا سوی خانہ
شاہ کا کر کی در تک استقبال میہمانی شب کا پوچہا حال
ہی یہ ظاہر کہ اوتا تاجر کا ہو سکا مقدور اور سلیقہ کیا
بولا شہ گو بنام تاجر ہی داب جہانی سے یہ ظاہر ہی
باوجودیکہ مین ہون شاہنشاہ پہ کبہی مین نہ دیکہی تہی واللہ
سنکی یہ برخلاف شہ کا سخن زیر لب مسکرائی غنچہ دہن
رات بہر کا وہ کو کہ تہا بیدار پہ نہ آئی تہی نیند لوسی زنہار
آگی آنکھون مین تہی بہری صورت پیاری پیاری وہ موہنی مورت
ہی یہ حسرت تہی جسکی مشتاقی سامنی بیٹہی تہی وہ ہی ساقی
یہ تو مرنی کی بات ہی ہیہات جان بلب اور لب پہ آب حیات
اس سی جو اہان ہوا نہ مطلب کا ساری دن منتظر رہا شب کا
میزبان آیا پہر مہمان خواہ ہو نی رخصت کیا صنم سی شاہ
دل ہی اوسکی کہ یہ حدسی زیادہ آیا عشرت سرا مین خرم و شاد
تہا مکان کل سیاہ آج سفید بزم آرا ہیں غیرت خورشید

اور ہی روپ پر ہی ساری بزم
گل کی ساقی نی بدلا اور ہی روپ
آئی اس ڈہب سی وہ غیرت ماہ
تہی سر رخ پر پڑی وہ زلف سیاہ
یون بدل آئی روپ با رونق
ساقی نو ہوا یہہ بیہوش [illegible]
اور کسی سیر پر نہ تہا مایل
کو شبینہ صنم ہی تہی محبوب
اور جو دونون ملین تو کہنا کیا
تہا پکانا غرض وہ دیگ ہوس
حرص و آز دونون نہین بکا
لیتا پہلی ہی مین اوسکی یہہ بیدل
ابروی ناز کو کتی پر چین
سچ بتا کس پہ ہی ہوا مایل
عذر خواہی کی اسنی بہی نہ نفاق
جب گیا مہر سوی خلوتگاہ
ساقی سبز پوش سرو ناز
دی ٹرا انکہہ جب نقاب الٹ
کر کی اف پہر کی آہ دل کو مسوس
شب کی ساقی سی ہی یہہ چرچی ہی
دلمین کہتا کہ تف ہی مین شاہی
ادنا تاجر کی پاس اتنی جوہر
مونہہ سی کیا جو وہ انکی ہو نظیر
ڈال کر کیونکہ انکی انکہہ مین خاک
گہر مین آیا جو یہہ بحال تباہ
نت نئی رنگ سی لو بہاتی تہی
عشق بازی مین یہہ اوسپر یار [illegible]

گل سی ہی ہی غنچہ بہار ہی
چہانہہ تہی گل اور آج بن گئی دہوپ
کہ چکا چوند مین بس آئی نگاہ
ایسہ مین تہا گہرا وہ طرفہ ماہ
جو نہ پہچانا شاہ نی مطلق
دل سی ساقی اوتر گیا کل کا
پہسلا پڑتا تہا ساقی ہی پر دل
پر یہہ کافر تو اوس سی بہی ہی خوب
دونون انکہین مین چاہیتا انکا
اور ہی تہا سحر خیال تہا بس
خام طمعی مین ہی ہوا اسکا
دل جگر تیغ عشق سی بسمل
بولی غصی سی ہوکی چین بجبین
مونہہ پہلاتی ہی آیا جو بیدل
لیک دل ہی مین ساقی کا مشتاق
آیا مہمان شب کی گہر مین ماہ
مونہہ پہ ڈالی نقاب با انداز
کہا گئی فوج صبر کی گہونگٹ
کہہ رہا تہا کہ ہای ری افسوس
اوس سی ہی اسکی تین کہیرتی
میری تابع ہو مہ سی تا ماہی
اور مین اک چڑیل پہ مغرور
وہ سہا اور مین یہہ مہر منیر
لیکی بہا کون بہانسی غمناک
برج خالی مین تہی وہ نیک ماہ
روپ اسی تازہ ہی دکہاتی تہی
چارہ ساز یہین یار اودہر معروف

تہی طلب کو آہ ساقی کی
شکل زہرہ سفید سب پوشاک
چہوڑی یون رخ پہ پیلا کاکل
گرچہ شمع قبینہ تہی کافر
دیکہہ وہ حسن ماہ نورانی
اوس سی ٹکوا وٹہا لیا سینی
یہی کہتا تہا کیونکہ اسنی چہوڑا
خواہ یہہ اور خواہ اب وہ ملی
پہر کہتا یہہ ہی خیال خام
دی اوٹہا مہر نی جو شب کی نقاب
آیا ناچار جب بجا شانہ
جاگا اک لحظہ بعد خستہ جگر
آیا کیون بن کی باولا یہان
لوٹون مین رات بہر اکیلی پڑی
تہی نہ باہر تو ناز اس ڈہب کی
میہمان آیا میزبان کی گہر
آئی یون روپ کر بدل عیار
محو نظارہ یون ہوا یہہ اسیر
یہہ تو کافر فزون ہی تو نسی
گئی دونون کی یاد دل سی اوتر
اور نہون ایسی میری پاس صنم
زشت صورت ذلیل یہہ ڈہونڈا مونہہ
چہین لون گر نہ وہ رہی بیداد
تہا اسی سوچ مین وہ خام خیال
الغرض سات روز تک یہہ صنم
جان کر رو بہ یہہ بنا ساقی
شہر سی پانچ کوس دریا تہا

انکہین تکتی تہین راہ ساقی کی
صورت مہر حسیت اور چالاک
ہووی جس نکہ گرد گل عنبر
پر ہوئی اور جلوی سی ظاہر
ہوتی وہ چند اسکو حیرانی
ساقی نو کو دل وہ یا شہ نی
لیجی یاکی اسی پکوا وڑا
وہ مرنیت ہی ایک ہی جو ملی
مین کہان اور کہان یہہ ایام
مہر دیدار شاہ خانہ خراب
پائی بستر پہ سوتی جانانہ
اوٹہی وہ شوخ اوس سی لیکر
جا وہین عیش ہی منانا چاہا
نو مری لوٹی وہان پر کیا گہر
منتظر دلمین وہ نو یہ شب کی
کی مدارات اوس سی مجرا کر
شاہ بی بی ہی جو ہوا ہشیار
بند جون ہونہ ویدہ تصویر
چشم ہی پر فسون ہی دونو
چہوڑا او نہین مبتلا ہوا ہم
چاہئی لین نہ نام شاہی ہم
بد قوارہ بلشت پیٹ ہا مونہہ
ورنہ جاتی ہی جان ہی برباد
کہ لگا سچنی صبح کا گہڑیال
تہی فریبندہ شاہ کو ہیہم
تازہ کرتا تہا دل کی مشتاقی
وہان جہاز انکا اک مہیا تہا

سات دن مین جہاز پر بھرور
نازنین کو مجانی مین بٹھلا
شکر حق کا جو اپنا مطلب تہا
آپ نی جو کیا قدم رنجا
رہی جب تک کہ شہر شاہی مین
خلق شاہی کی ہوئی اب پابند
کی یہان گرچہ ہمنی بود و باش
اس لیئی جاتی ہینگی اب مجبور
کر نجیدت کوئی ہوا ہو قصور
نفع خشکی مین ہوی براد
چھوڑ ساقی کو چھوڑ کہر آئی
ہو خیانت نہ کچھہ امانت مین
لی چلی ہم ہمین جو لینا تہا
ساقیونکا سنا جو شہ نی نام
بولا حق کی تئین تمہین سونپا
اب جدائی کی ہلونے کا غم ہی
سر کہین جاتی ہے کی کہین پیچھم
پہر نہ آنا یہان ہی انکا خوب
دیکی زر بیشمار او رخلعت
پہر لئی اپنی دام دام تمام
بسکہ تہا بیقرار او رمضطر
چھوڑ شہ کو کنارے پر یہہ حسرت
ایک پل مین نکل گئی کوسون
تشنہ لب شاہ اور پر آب وہان
اپنی بابا کا جا تکر خانا
بام و در ڈھونڈہا پھرا بیتاب
نقب کو دیکھہ دلمین پہونچا

سارا سامان چڑہا دیا پونور
وہان روانہ کیا جہاز پہ تہا
فضل شاہی سی وہ ہوا پورا
پایہ اپنا بعرش جا پہونچا
لی راحت ہر اکسطرح سی تیز
چاہتی این رہین ہین یکچند
لازم انسان کو ہی فکر معاش
قدم بوسی اس جناب کی ہم دور
بخشی ہمکو جا نکر معذور
اب تو ہمکا سفر ہی پیش نہاد
ہین لئی جاتی ایک کو ہمراہ
لی خیانت ہم امانت لین
گہر حوالی اب آپ کی ہیگا
کر گیا وون ہین دلسی کوچ آرام
لیک اتنی پڑی تہی جلدی گیا
دم غنیمت ہی وید جو دم ہے
بیٹھی ٹھہرے ہین یہان پیچھم
جانی یارب جہاز آج ہی ٹوٹ
جلدی جلدی کیا او نہین رخصت
نفع مین پائی ماہ سیم اندام
کر لی انکی مشاطت او ٹھہ کر
چڑہی کشتی پہ پانچون لیف
چھٹ چلی پی خلل گئی کوسون
آیا دریا سی سوی شہر وان
پیٹھا مارے خوشی کی پھر آیا
پہ بلا کوئی ہی نہ خانہ خراب
ہی مقرر یہین خزینہ گڑا

ساتوین روز ملکی پانچون پاس
دی یہہ ہر ایک نی دعا شہ کو
آپ نی ہم پہ جو نوازش کی
لی ہم چشمون مین ہمین عزت
کہو کی کلفت غرض نسکہ پایا چین
جی نہین چاہتا ہی جانی کو
پیشہ رکہتی ہین ہم تجارت کا
زندگی ہی تو تہوڑی سی و نیز ہم
اب ہمارا کہا سنا بخشو
رشتہ الفت کا یہانسی نہین توڑا
ہم فقط اعتماد عالی پر
رہین حضرت کی سایہ مین وکنیز
جاتی ہین بس ابہی ہم اتنی حضرت
تہا یہہ نزدیک ہاری شاہ کی
رہتی یہان اور چند مدت تو
دلمین کہتا تہین کہین مرد ک
ہون غریق محیط رنج و بلا
مرین تو ساقیون پہ مارون ٹہہر
خرچ اونکا جو کچھہ ہوا تہا زر
جو مثل سنتی تہی سو دیکہی وہ
تشنہ ساقیان بصورت آب
ہوا انکا جہاز دریائی
موج مین آ چلی گئی وہ تو
ماری شادی کی اپنی گہر گیا
دیکہی تو ہائی خانہ خالی ہی
پہرتی پہرتی غرض وہان آیا
اندر اندر سہر ہنگ کی مضطر

آئی شہ کی حضور بس یکبار
دولت شاہ روز افزون ہو
بخت پر اپنی ہمنی نازش کی
پایا رتبہ یہہ آپکی دولت
بیٹھی بیٹھی بہت اوٹھایا چین
بیٹھین راحت ہمین اوٹھا سکتی
تپ ہی شوق پہر سیاحت کا
آگی حضرت کی دیکہتی ہین قدم
سب ہمارا کہا سنا بخشو
مال و اسباب ہی ہمین چھوڑا
چھوڑی جاتی ہین ساقیونکو گہر
سب امانت رہی ہماری خبر
ہونی آئی ہین آپسی رخصت
شادی مرگ آہ یہہ ہمین ہوئی
مغتنم تہی تمہاری صحبت تو
ہی لگائی کہانکی یہہ یکبیک
ڈوبین گرداب مین پہ انکی بلا
پیون صہبای عیش انکی بجائی
خرچ سی پایا ایلچو و نازر
بہو مین گری شہ کا مال و نیا ہو
آیا دریا تک انکی ساتھ شتاب
اور یاد ہرا وجہ پائی
خشکی مین پڑ رہ گئی اسکو
سینہ ملتا تو نکی گہر آ پہونچا
گہر کا جز حق نہ کوئی والی ہی
نقب جیسی حجرہ مین تہا وا پایا
جاتا تہا دیکھتا تہا اوسے

پہونچا جو ناگہان فراز منار ‏ ‏ دیکھا تو کم سے رخنہ ساز منار
سر کو ٹکرا کی ایسی مارے آہ ‏ ‏ کہ گئی جان آہ کے ہمراہ
خوش و خرم نگر مین آ پہونچے ‏ ‏ کامیاب اپنی گھر مین آ پہونچی
کامیابی کا ہتا جو باعث گل ‏ ‏ کیا گلگون لباس پہونی گل
ہی مبارک جو اسکی اصل و فروع ‏ ‏ واسطی شادیکی ہی یہ موضوع
باغ کی ہی بہار اس گل سے ‏ ‏ لالہ ہی داغدار اس گل سی
سرخرو تا کہ گل کو وہ رکھی ‏ ‏ سرخرو حق ہم ایک کی رکھی

ہیچ ہی جیسی غالب بیجان ‏ ‏ اور نہین لو سین مہ تابان
یان ہوا یہ حریص خام خیال ‏ ‏ ان اوسی پائلی اور بھی شہ حال
مطلب اسکا ہوا یہ جیون حاصل ‏ ‏ ہو وہی مقصود سب کا یون حاصل
رنگ گلنار رنگ ہی دلکش ‏ ‏ کرتی ہین جسکو دیکھ سب عش عش
گر کہ گل سرخ ہو نہ اور سو ہری ‏ ‏ ہو وہی رونق نہ باغ کی پوری
بسکہ گلنار رنگ ہی اوسکا ‏ ‏ ہوئی لعل کیون نہ روح افزا
شوخ گلرنگ کہ یہ افسانہ ‏ ‏ سوئی بہرام ساتھ مستانہ

گلزار چہٹا تشریف لیجانا بہرام کا روز چہارشنبہ گنبد بنفشہ گون مین اور بزم عشرت گلنار رہ شب چہارشنبہ گذارنا مہکی ساتھ دوشن بیگ برنجہ

چہارشنبہ کا روز دل افروز ‏ ‏ آیا جون لیکی عشرت نوروز
چلا بہرام فی کہ باتزئین ‏ ‏ ہو برنگ عطارد نگین
جان اسی رنگ کی تہین منحوس ‏ ‏ باپباس بنفش ہو ملبوس

آیا بیت الشرف مین خسرو مہر ‏ ‏ دیکھی کو بنفشہ زار سپہر
بسکہ جو وہ رنگ ہی سبب غم کا ‏ ‏ ہی کبودی لباس ماتم کا
آیا سج بنفشہ گون مین چلا ‏ ‏ ماہ رومی وہان تہی جلوہ فزا

آئی اس حال سی وہ سرو رواں
دل نی کی شہ کی چہوٹین و فغاں

گر زمین بوستان روی تہین
بہ ادہا تو نیاز اور تسکین

لی گئی با ادب بہ بزم طرب
اور سامان عیش لائی سب

ساغر و شیشہ شراب کباب
بربط و عود وہین چنگ و رباب

بنکی ساقی وہ ماہ سیمین ساق
سی پلاتی تہی شاہ کو بو فاق

جام خورشید کی طرح تا شام
چل رہا تہا غرض کہ جام مدام

بحر عیش و نشاط موج زنان
کشتی بادہ شکل آب دوان

سیر شب مہر کا او ماہ کی شکل
بیٹہا مہتابی فلک بہ شکل

خجل انجم کا جب ہوا مجرا
بولی روشن نگاہ خوب تب آ

شاہ بہرام ماہ روئی مین
آ کے خلوت سرای خاص مین

بولا ای نازنین رشک مہ
کوئی دلچسپ سا فسانہ کہہ

ہو خمیدہ بنفشہ سان وہ سرو
یون ثنا خوان ہوئی بشکل تدرو

تا جہان ہی جہان پناہی کر
ساتہ عشرت کی بادشاہی کر

بخت و دولت سی شاد و خرم رہ
گل خندان کی شکل بی غم رہ

صورت غنچہ گر ہزار زبان
ہون مری منہ مین ای گل خندان

تو ہی تیری حضور کیونکہ بہلا
شکل بلبل ہون آہ نغمہ سرا

پہچا اس کام پر ہوسے معمور
چپ ہی ہون غنچہ سان نہین مقدور

کہتی ہون اک فسانہ دلبند
ہوئی حاصل شرف گر ہی پسند

قصہ طرازی کرنا معشوقہ عیار کی اور رنگ دینا اس داستان دلستان کا

جہوٹ اور سچ خدا کو ہی معلوم
تاجر اک تہا مگر بکشور روم

دولت اوسکی تہی حد سی افزون
اور خزاین شمار سے باہر

نوجوان اوسکا ایک تہا فرزند
اوس سوا دوسرا نہ تہا دلبند

باپ کا پیارا اور ماں کا عزیز
صاحب عقل و دانش و تمییز

تہی نہ لاحق اوسی جو فکر معاش
نادرات جہان کی تہی تلاش

بات سنتا جو وہ عجیب و غریب
ہوکی بیصبر و بیقرار و شکیب

شاطروں کی طرح کمر کو کس
کرتا تہا اوسکی آزمون کی ہوس

تہا بنا یا بشاہ راہ مکان
دلفریبی مین روضۂ رضوان

جو مسافر غریب آوارہ
اوسطرف سی گذرتا بیچارہ

یہ جوان کشادہ پیشانی
کرتا دل کہول اوسکی مہمانی

کہانی اقسام کی نہایت خوب
تہا کہلاتا جو اوسکی ہو مرغوب

کر کی ممنون لطف اوسی جوان
پوچہتا پہر عجائبات جہان

بسکہ بی اعتبار ہی اخبار
صدق او رکذب کا ہی اوسمین گذار

یہ نکہتا کہ جو سنا ہو کہہ
تہا یہ کہتا جو دیکہا ہو سو کہہ

اس سوا اور کچہ نہ تہا اوسی فکر
بزم مین اوسکی بس یہی تہا ذکر

ناگہان اک روندہ سیاح
چرخ زن مہر سان صباح و رواح

وارد اسکی ہوا مکان مین جی
کی مدارات اپنی حد سی سوا

شب کو کہانی سی جب فراغ ہوا
شکل مہ دورۂ ایاغ ہوا

نشئۂ می کا جب ہوا آغاز
سب ہوئی اہل بزم قصہ طراز

میزبان کی حضور وہ مہمان
لگی کہنی عجائبات بیان

کہہ چکا جب ہر ایک از ضمیر
کی یہ مہمان تازہ سے تقریر

شعبدہ باز چرخ سے کی پہنچی
شعبدی ہین جو بندی نی دیکہی

دیکہنی کا تو دخل کیا صاحب
نہ سنی ہونگی وہ سنا صاحب

ہون بجام بیان اگر مدہوش
سامعون کی رہین نہ باقی ہوش

قبل ازین پہ جو مین نی دیکہا ہی
اوس سی عجوبہ کوئی نہ دیکہی شی

چشم بینی کی راہ سی بہی دہر
اک دیار فرنگ سی ہی نگر

ہی عجب شہر وہ لطافت بہر
حسن مین وہان کی لوگ آفت دہر

آدمی گویا او سادی ہین خاموش
بالباس بنفشہ گون ہمہ دوش

آتی حیرت جسی جو سر تا پا
ہتی جو گویا اونہون سی ہین جپا

لوگ وہان کی بنفشہ پوش ہین یون
مردم دیدہ سان خموش ہین یون

سوسن وہ زبان سی ہین خاموش
ہین نہی گل سی کیون سراپا گوش

تب دیا یون اونہون نی مجکو جواب
کہ ہی حمام ایک وہان پر آب

سیمیا پر ہی اوسکی ساری بنا
ہی سراپا غرض طلسم سرا

گنبد اوس مین شمار سی افزون
کثرت برج سی ہی چرخ زبون

اوسمین انسان جو کہ جاتا ہے
بعد مدت وہ باہر آتا ہے

آتی ہی یا تو جان دی فی الحال
بعد گویائی کی ہی وہ ہیہات
جو کوئی اوسمین ایکبار گیا
ہی صدا جاتی اوسمین گیا اسرار
سنکی ہیبا ہوا یہہ مجہہ مشتاق
راہرو کہہ چکا یہہ جب احوال
لی اوڑی جیب ٹاوسی مشوے
کاٹی جیون تیون وہ رات ساتہ
جو ہی انسان کو سفر مین ضرور
پدر پسر سنتی ہی یہہ خبر
نکیا آہ وزاری نی کچھہ سود
تہا مسافر جو راہ سی آگاہ
دیکھا اوٹھا تی جہان کی سارے
کر کی آرام بعد یک ہفتہ
پوچھتا پوچھتا ہوا ہلکان
گرم سیر آیا سوی گرمابا
دار وستہ کو چھوڑ دل افگار
آزمائش ہی اسکی یا منظور
دو برس منتظر رہو میری
جانتا ہون کہ ہو نمک بیجلا
سنکے یہہ بات باوفا وہ غلام
بولا تو جاتی دینگی ہم اصلا
جسکا ہوا ور چھوڑنا پیدا
حق نی دی ہی تجہی یہہ نعمت
سبطرح سنتی خوب سمجھایا
جون یہہ حمام مین ہوا داخل
گم ہوا جیسی کہ یہہ گیا [illegible]

یا رہی صم وبکم تا دو سال
کچھہ نہین بھیک کی ہی کتنا بات
پہر دوبارہ نہین وہ جا سکتا
نہین کہلتا کسی پہ کچھہ یہہ نہان
اوسمین جانیکا مین ہوا مشتاق
عقل کی راہ راست کو فی الحال
سچ ہی دیوانگی کو ہی ہر آن
کی سفر کی سحر ہی طیاری
اپنی ہمراہ سب لیا بو نور
دوڑا آیا برہنہ پا مضطر
نہ نصیحت سی کچھہ ہوئی بہبود
اوسکو عاشق نی لی لیا ہمراہ
پہونچی اک سال بعد وہان ناچار
سیر کو نکلا وہ زخود رفتہ
لیک دلکو ہوا نہ اطمینان
رخش ہمت اودہر کو دوڑایا
ترک ہی ہی کیا چہ یار و دیار
تمسی بہی ہوتا ہون جدا بجستجو
اسمین گر حق مجہی ادہر سے پہیر
ہونی دوگی مرا نہ ضایع مال
سر لگی پیٹنی پہر آہ تمام
قتل کر پہلی ہمکو پہر تو جا
عاقل اوسپر ہو کب بھلا شیدا
ہاتہہ سی کہو نہ موسم فرصت
راہ پر آتا تہا نہ وہ آیا
پیٹ گئی در کی آپ ہی جھٹ پٹ
دیکھی نہ تا پہر طلسم کو نا کون

شکل تصویر تا خموش رہی
اور جو پوچھو سو بتاتا ہی
ایک دو سال کو رہی ہی نہان
ہو ہوس جسکو سیر کی وہ جاتی
پر نہ دلکا یہہ حوصلہ پایا
چہوڑ کر وہ جوان بجز رفتار
شوق آکر ہوا گریبان گیر
کیسہ حمام پر سیا او سہی
گرد رست ایک ہفتی مین بیابان
کی بہت پند اور سر پٹکا
جانکر پند دوستان واہی
دونو تن ہو کی عشق سی یکسو
لی کرائی کو اک مکان شتاب
تہا سنا جسطرح وہی پایا
تب تو ناچار یہہ ہوس پیشہ
اور غلام سونسی پہر یہہ فرمایا
تہا نہ مطلب کچہہ اور اسکی سوا
یا تو دیتا ہون اس ہوس مین جان
تو وطن کو چلیئے سب مل کر
او خدا کی تئین تمہین سونپا
گئی دانائی آہ بارے ٹی
کیا یہہ ہوا نگی ہی ای عاقل
رحم کر اپنی نوجوانی پر
عشرت وعیش کامرانی کر
پندنی کچھہ کیا نہ اونکی سود
جب ٹہرا گئی اور یہہ مضطر
ہر مکان کا کچھہ اور عالم تہا

ہی یہہ لازم بنفشہ پوش رہی
اصل مطلب کو پر چھپاتا ہی
در کا پہر پہر نہین وہ پاتا نشان
پہر نصیب اوسکی جیتے آئی نہ آپ
جو ہوس باز مین وہ جان گنوا
راہ وحشت مین بس چلا یکبا
دل قفس مین ہوا ہوس کی اسیر
زر بہت ساتہہ لی لیا اوسنی
مستعد جانیکا ہوا وہ جوان
پیر نہ رستی سی ہٹنی کا وہ سگا
شہر سی دشت کا ہوا راہی
جون مہ ومہر تہی وہ مرحلہ جو
اوسمین اوتری غرض وہ خانہ خراب
رشتہ راز پیر نہ ہاتہہ آیا
جا بجا دلمین کر نہ اندیشہ
پیچ اوٹہا کر جو ہوتی ہین بیان آیا
کہ ہو حل عقدہ اس تمنا کا
یا پہر آتا ہون لی سرخ و بشان
ورنہ تم جانا مال و زر لی گہر
یار تو جاتی ہین بکام بلا
رو کی کہنی لگی قدم سی لپٹ
کیون نئی ہی تو جا نکر جاہل
الحذر اس خیال سی بہتر
عہد پیری مین ہی جوانی کر
پٹھا حمام مین بصورت دود
بند آئی نظر ہزار دروں
کہین شادی کہین پہ ماتم تہا

بہی دس صف نشین پرا انبار
تہین مصاحب جو اونہین ہر دمساز
کان مین آتی سازکی آواز
یون لگا چلنی جام پر بہر جام
آتی کہانی کی پہر تو خوان بہ خوان
آدمی زاد اک غریب جوان
کئی دن کا وہ بہوکا پیاسا ہی
لا بلا جا کی اوس جوان کو تو
جستجو کی نہ راہ اوس نی لی
مارے خطری کی کانپنی یہہ لگا
کچہہ مرا اس سوا نہین ہی گنا
جاونگا صبح ہی یہان سی چلا
نہ ستاتی ہوئی کو اب تو ستا
دیکہہ کر اوسکو خائف و لرزان
کہ خورادی ہماری شہزادی
ہی باین شتاق وہ سراپا ناز
سنکی یہہ بات وہ زخود رفتہ
دو ہوا کبار آئی تخت کی پاس
جہٹ زمین پہ گہسی جبین نیاز
میزبان کی تہین نہین لایق
بیٹھہ ہمزانو آکی میری تئین
کیا ہی یہہ لطف خسروی سی بعید
پر یہہ پایہ کہان سی پایی نحیف
اپنی حد خوب جانتا ہی ایاس
سمجہی جب نازنین سراپا ناز
بیٹہی زانو سی اوسکی زانو بہڑا
کی تہی از بسکہ اس نی فاقہ کشی

دست بستہ کہڑی ہوئین سب کا
بیٹہین صف باندہ کر بصد انداز
پر نظر آتی تہا نہ کوئی ساز
جیسی کسی دشت مین جام باہدم
تہی بہری جنمین نعمت الوان
گہر مین آیا ہماری ہی مہمان
زندگانی سی اب نراسا ہی
جلد لا سیری میہمان کو تو
سیدہی وہ کج خرام آئی چلی
اور بعجز و نیاز اوس سی کہا
کہ مکانمین تمہاری لی ہی پناہ
زلف و رخ کو تری دعا دیتا
چہوڑ یہ جا خدا کی واسطی جا
بولی دلبین نہ کر کچہہ اور گمان
جس سی ہی اس مکان کی آبادی
میہمان دوست اور غریب نواز
سوزش غم سی دل جگر تفتہ
لیک حیرت سی کم جوان کی حواس
کر زمین بوس کی حصول اعزاز
بیٹہی جو میہمان یہہ ہو فایق
نہین تو آتی ہون زمین پہ تئین
زہی طالع رسا و بخت سعید
مین کہان اور کہان وہ جای شریف
کہہ گئی مین یہہ مرد ہشیار
کہ نہین چہوڑتا یہہ اپنا پتا
ولہی کر کی حال سب جہا
آ لگی تہی بہوک سی تشنہ

مستعد تہی ابہی عہدی پر
مہ لقا مطربان زہرہ نوا
ساقی سیم ساق اوٹہہ بادا
دیکہہ او نہین اوڑ گئی جوانکی ہوش
چن دیا جب طعام سب کی حضور
ہی مصیبت کا آہ وہ مارا
کیونکہ بی میہمان کہان وہ طعام
سن کی یہہ امر واجب الاذعان
بولی ای نوجوان خانہ خراب
مجہہ مصیبت زدہ پہ مت کر قہر
شب کی شب ہی یہان پہ مجہی
نہین لیتا ہون کچہہ تمہارا نیز
کر نہ اوسان باختہ میری
بخت بد نی برا یا وری کی ہی
ہی بلاتی وہ رحم دل تجکو
کہان وہ دہشت تہا ابہی کچہہ دلگیر
مطمئن ہو کی اوسکی ساتہہ چلا
دیکہتی ہی وہ طلعت زیبا
لطف کی راہ وہ شہ خوبان
تو زمین پہ ہوا و رہین تخت نشین
کر کی تسلیم اور دیکی دعا
جب کہ بندی پہ یہہ نوازش ہو
بسر و چشم تیرا فرمانا
گرچہ شہ لطف بعید از اند
از رہ لطف تخت پر سی اوتر
بخت خوابیدہ اسکی جو جاگی
بی حجابانہ جو ہوا مرغوب

لی رومال کوئی کوئی چیر
ہوئی جیون تار ساز نغمہ
لائی سامان می پلانی کا
ہو گیا پی شراب سی مدہوش
نازنین ایک یون ہوئی مامور
یہان پہ وارد ہوا ہی بیچارہ
مجہہ کہاتا ہی اوس نعمت جرم
شمع کی شمع رو ہوئی دو روان
اوٹہہ کی چل یہان سی پری ساتہہ شتاب
رحم کر گو کہ ہی تو فتنہ دہر
زلف شبرنگ کی قسم ہی تجہی
کونی مین ہون ترا بچارہ ایز
کہی تو پاؤن مین پڑون بیر
بسعادت قرین ابہی اختر ہی
ورنہ کیا کام تجہسی تہا مجکو
قہر نہین اوسکی آب اور کل
شمع رخسار ہوئی وہ شمع شما
صورت نقش قالی و دیبا
بولی با ناز کہ ای غریب جوان
کب مناسب بہلا ہی میری تئین
دست بستہ ہوئیون جوان بولا
تخت پر کیون نہ تجکو نازنین
نہین ممکن پہ وہان مرا آنا
بندہ باید کہ حد خود داند
لی گئی اوسکو تخت کی اوپر
کہانی اقسام کی دہری کی
تا کون ...

جبکہ مستانہ جوان زیادہ ہوا
ہو گئی زندہ شہوت مردہ
آرزوئی دل نی مارا جوش
تھمین ہو لوگ کیونکر جای رہا
او سپاہی کی حق بجانب تھا
پردہ شرم منہ سے باز کیا
ظاہری کام دل نکال لیے
سادہ یہ اور وہ سادہ و پرکار
جب ملے دونو کی بدن سے تن
دیکے بوسہ لگی وہ کہنے پرتن
درمیان نادان تیرا کیا ہی کہیے
جب کرے ہی کام دل حاصل
دم کی لذت کی واسطے ہیہات
صبر کا پانی سے کسی صورت
دل نہ اوسکو پیاسے چاہیے
لاگی اس کہات پر جب اوسکو ناو
کہین اوٹھین وہ شعلہ دلی گرم
یون فسون گر ہوئی وہ عشق طراز
میہمان کو تہا پلنگ اوپر
گود مین اوسنے اسکو کہینچ لیا
دل سوزان کی آگ بلی ہو سے
سو گیا بیچ ہو کے بارے
دیکہا تو خالی ہے تمام مکان
کہتا وہ خستہ حال تہا کیا تہا
تہا کی تہا وہ بیدم کلیجی کو
تہا سمان شب کا آنکھوں چھپا یا
خرچ ہو ادمی جیسا ہو اپنے لائق

پہیر آپس مین و ریادہ ہوا
کہل گیا کل سادہ دل فہرہ دہ
می شہوت نی کر دیا مدہوش
زاہد و شیخ و پارسا سے پہلا
نہ وہ زاہد نہ می ستی تب تہا
اوسنے دست ہوس دراز کیا
نار پستان پہ ہاتہ ڈال دیا
مست غفلت یہ اور وہ ہشیار
ہوئی شہوت کی آگ شعلہ زن
تا بہ اہر مین تو تیری ہون
لوٹتا ہی مزی تو سر تا سر
لذت بوسہ پر نہ دوڑی دل
مزہ دائمی پہ مار نہ لات
گر نہین بجہتی آتش شہوت
کر پسندان مین سے جسے چاہے
بولی اک کل کی کان مین وہ نگار
آن مین دل ہوا جو اوسکا نرم
جو ہوا بیقرار یہ جانباز
کر پہانا کچہ آسکے وہ باہر
لب بلب ہو کی ہمکنار کیا
تا سحر خوب ہی مزے لوٹی
خواب غفلت مین آئی بیداری
تام کو بہی نہین کسی کا نشان
خواب تہا یا خیال تہا کیا تہا
پیسی آلی تہا غم کلیجی کو
صورت شکل تہا چہرہ مرجہا یا
لو ربی سہ کا حال اوتہا پہر فراغ

آ گیا آنکھوں مین جب جوانی سرور
کام کی دیونی کیا مبہوت
سامنی جب ہو منہ تہا محبوب
نفس امارہ کیون نہ ہو سرکش
کیونکہ انسان کرے کنارہ کشی
لی پہر پہری لپٹ گیا جہٹ پٹ
پاتہ نشان گو تہا اوسکا طمع
بیٹہی بیقدر ہوکی ہم آغوش
اسنے چاہا کہ کام دل ہووی
اتنی تعجیل کس لئی ہے بتا
وہ نہ اک بات گر ہوئی تو کیا
ہووی سیراب جب کہ تشنہ جگر
اور رہا ایسا ہی نا صبوری یم
ہین مری بانہ یاں پہ ترشانے
رات بہر اوسنی کامرانی کر
کر کی سو سو طرح سے ناز و ادا
پانہ مین اسکی دل دیا اپنا
شاہ خوبان سی ہو جو رخصت
بن کی ہمشکل اوسکی کیہ پانو
داد دی عیش و کامرانی کی
ٹہنڈی ٹہنڈی چلی جو باد سحر
دن چڑہی آنکہ جو کہلی ناگاہ
کر خیال اسکو عالم رویا
مار ی حیرت کی بیہواسی تہی
در و دیوار کا وہ تکتا تہا
سادہ میں دلکو بیقراری تہی
داغ ہر دل جو ان بصورت ماہ

پہر وہ شرم ہو گیا بس دور
ماری شہوت کی بن گیا وہ بہوت
اور ہو لشکہ شہر لب بہی خوب
می و محبوب دونو ہین آتش
ہو فرشتہ اگر تو آتی غش
بوسہ لعل لب لئی جہٹ جہٹ
بن گئی نازنین پہ اسکی مطیع
ہو گئی ایک دونو کی بے ہوش
آب آتش کی تہین ملا دیوی
کون سا حاصل اب نہین پہر بہی
نفرت انجام ہی غرض اوسکا
پہر نہ رغبت ہو آپ جیہان یہ
گل عشرت کی سونگہنا نہین ہے
داغ جنسی قمر کے ہے جگہ
تا سحر خوب شادمانی کر
مرزا بلہ کو اسنے دام مین لا
دیکے دم دم مین کر لیا اپنا
آ یا لی نازنین کو در خلوت
بیٹہی اگر جوان کی ہمزانو
اور بخواہ کامرانے کے
شب کا جاگا ہوا یہ تفتہ جگر
صبح اوتہا کی لیہ پہر جو ہونگا
چونک کر خواب سے بہت رویا
اور عیان چہرے پر اوداسی تہی
جوش وحشت سے گاہ بکتا تہا
کبہی جونی فغان زاری تہی
حسرت آلود کر رہا تہا نگاہ

دو پہر رات جب لگی ڈھلنے
شاہ خوبان ہوئی ہے پرآرا
جاکے ایک نازنین بلا لائی
دلبری سی ہوئی وہ غنچہ دہن
جب ہوا می سی ایک گونہ سرور
لہانا کہانی سی جب فراغ ہوا
ہاتھہ جہٹا وس نگار کا اینچا
نہ مسا اس و رنہ بوسی سی انکار
حکم مین تیری ہر طرح ہو نگی
صبر کر اسقدر نہ تو گہبرا
نیم جان کو جی مین ہی کہوتا
ہین جہ شاہان ہر صاحب تاج
مرکئی سنتی ہی خبر دو چار
میری دامن سی آج تک تو کبہو
نہیں پوشیدہ تیری سی کچہہ ہنسنے
کرکی تعجیل پر نہ ای کلہ دو
نہ کہین ل ہین جہ یہہ کو یہ پاک
تا کسی ہاتھہ سے کا نٹہ کرانکو
سنکے یہہ بات وہ پکڑ کر ہاتھہ
آئی مہمان کی پاس او رچہٹ
جاگی تہی گو کہ طالع بیدار
دیکہا سر کو اوٹہا کی جو ہر سو
ہوگیا تب تو پہر پشیمانی
دن کٹتا وہ بہی نہ زاری میں
سات دن تک غرض یہی تہا حال
یعنی خلوت کی وقت ایک کنیز
جانتا تہا یہہ سادہ لوح نگہ

لائی مہر و چراغ یکبارگی
ساغر بادہ دور مین آیا
ہوگیا دور رنج تنہائی
عذر خواہان بصد ہزار زبان
لائی کہانا چنا پہر اسکی حضور
پہر ہم دو یہ ایاغ ہوا
تنگ آغوش مین اوسی کہینچا
چہاتی ملنی پہ بہی نہ کچہہ تکرار
ہاتھہ پکڑا تو اسنے پکڑ و نگی
وہ بہی مطلب ترا بر آویگا
متحیر ہی در پہ کوئی کہڑا
جیون گدا در پہ میری ہین محتاج
نہ میسر ہوا او نہیں دیدار
ایک کا ہاتھہ بہی گیا نہین جہو
چاہتا ہی جو تو سو کرتا ہی
لونڈیونکو تمہاری پرتو
ہوئی آلودہ کس لئی با حجاب
وا کرون تیری دلکا عقدہ دو
لیکے خلوت مین آئی اپنی ساتہہ
دو نو بستر پہ ہو کئی چہٹ پٹ
سوگیا خفتہ بخت آخرکار
نظر آئی نہ کوئی وہ مہرو
کل سی بہی کچہہ زیادہ سودائی
گذری پہر آن سوگوار میں
رنگو عیش ونکو رنج و ملال
ساتہہ کر دیتی اوسکی یا کنیز
ہاتھہ چہڑاتی نہیں وہ زنگسا قمر

برہم و بیسیہر ہوئی تاز
بولی وہ مہ اری کوئی جا
لی گئی تخت پر وہ مہ سیما
جام مے اپنی ہاتہہ سی بہر بہر
از رہ لطف دیکی ہاتہہ میں ہاتہہ
کی جو اس تشنہ لب نے میخواری
تہا نہ انکار اک ذرا اوسکو
پر ارادا جب اسکا اور ہوا
کونسی بات اب ہی باقی
حسن کا میری سنکے آوازہ
جان اپنی کوئی کہین ہی دیے
جان سی گذری جستجو مین سو
لوٹتی ہین پڑی ہزارون عزیز
پر جو ہی تو غریب اور مہمان
ورنہ مقدور کسکا تہا ایسا
تا بتان سب پہ ہی ہوی جانے
کرکی بوس و کنار تہوڑی دن
کرکی یہہ پہلے صنم سی کہا
کر بہانا وہا سنی آئی نکل
مرد عشرت طلب لی تا بپگاہ
جب ہوا گرم چشمہ خورشید
تہا نہ کوئی بجز در و دیوار
نا امیدی کی ساتہہ بہر کر آہ
شب کو پہر وہ ہی کامرانی تہی
یونہی پہر رات گذرہ عشق و فرار
ایک تخو اب جاگی ہوتی آب
دام مین اپنی لاتی ہی نو عزال

جیسے حسرت سے ہنیچا اوڑہ
میری مہمان کو بلا لاؤ
اور لیا اپنے روبرو بٹہلا
تہی پلاتی اوسی وہ عشوہ گر
ہوئی وہ ہمکاسہ جہان سیاہ
بہڑکی آتش سبق کی یکبار
تاب اعراض تہی حریف کی وہ
تب تو اس عشوہ سنج نے یہہ کہا
جسکی ہی تیری دلمین مشتاقی
خلق مین نت ہی ماتم تازہ
ایڑیان گہہ مین کبہی رگڑی ہی
جان بلب مین اس آرزو مین ستم
آنکہہ اوٹہا کر بہی دیکہتی نہین
ہوگیا ہی عزیز تر از جان
دیکہتا اسطرف جو آنکہہ اوٹہا
شکل جان میری پاک دامانی
دلکو بہلا تو اصل مطلب ہی
آج کی رات اسکو تو لی جا
شاہ خوبان وہ شکل اپنی بدل
کامرانی کی واسطی خاطر خواہ
جاگا خوابیدہ بخت یہہ نا امید
لیس فی الدار غیرہ دیار
در و دیوار پر کہین تہا نگاہ
عشرت و عیش و شادمانی
رہتی تہی اس جہ النسی سید و سوار
بہیس مین باندیونکی سنوا [illegible]
دی ہی پہندی مین او رکہی [illegible]

اوٹہکی وہانسی غرض بحال سقیم
پہونچا جسدم بصد خرابی تان
اسنی جانا کہ اوسمین ہی جہانگی
منتہی قیامت اور تمہید بیت
اک ہزار ایک دانہ کی تسبیح
نہ کوئی خادم اور نہ چیلا ہے
چیر پلکون کو کی اودہر جو نگاہ
کسطرف کو ہوا تمہارا آنا
غمزدہ نکی نہ پوچہو کچہہ حالت
دکہہ کر اپنا کہون مین حال خراب
غم بہری اوسکی داستان سنکر
یہہ تو ہی سرزمین آدم خوار
یہان انسان کا نہین ہی گذر
ہوتا پریونکا وہان گذارا ہے
ہی چہل پائی اوسکی پادا ین
سونہہ کی مٹھی ہی پیٹ کی کہو
جیسی ان ہیسی ہی وہ بیٹی ہے
ہاتہہ سی اونکی تین جو بچا
ورنہ کیا جانی حال کیا ہوتا
پہر یہہ حاضری آکی کرارام
اور اب ہی اگر ہو سیر کا چاو
ہے اندر زمین بتوا ین ست
بندگی سی نہ ہاتہہ دہو بیٹہا
کہ تو شد ل سی مری یہہ سخن نے
غار یہہ ہشیار ہین جو یہان
بولا جو ہوئی ہو سو ہو مجہہ پر
ابتو رہتا ہون تیرا اسکی پر

سربسر یاس اور سراپا یاس
نام کو بہی ہلا نہ وہ کا نشان
دیکہی تا کون ہین پلکین ہانکو
ریش بہی ایک دشت و وحشت
بیٹہا پڑ ہتا ہی باحال سقیم
یا دیکتا ہی اور اکیلا ہی
دیکہا ایک غمزدہ بحال تباہ
اور ہی منتظر اب کیہ ہر جا
ہی مری داستان پر از رقت
سن لی وہ اونکی چشم ہو پرآب
آئی انکہو مین اوسکی انسو بہر
یہہ بلا ہی یہہ دشت آفت بار
اور اگر ہو تو جانکا ہی خطر
لاکہون انسانکو وہان یہہ ہاری
اور وہ ہی خام پارہ اندرین
ہی بڑی فتنہ گو کہ ہی چہوٹے
سوت جیسا ہی ہیچ پاس بیٹہی ہی
ظاہرا تہوڑی دن سے ادہر حیات
طعمہ دیو دہر ہوا ہوتا
لی کہین جانیکا نہ یہان نام
حق کو سونپا جہان چاہو جاو
کہ تو طفلی و خانہ رنگین ست
چہوڑ کر یہہ قدم سنبہالونگا
پہونچی آیندہ تا نہی گزند
مرغ ادہم یہین ہتی ہان
جان کر نامن ابتو تیرا کہہ
بفضل ایسد مایتنا برید

قصر کی سمت کو چلا ناچار
باری دیکہا ہی ایک کہر کی سنگ
دیکہا اک پیر مرد نورانی
بہنوین پلکین سفید جیسی کافور
سر جہکائی ہوئی بیاد حق
سنکی آدم کی پانون کی آواز
کر سلام علیک پوچہا حال
دی جواب سلام یہہ نخچیر
جو مصیبت مری یہہ گذری ہے
پہر جو کچہہ ابتدا سی تہا احوال
اور بولا کہ ای غریب جوان
دیو جن پری کا ہی یہہ مقام
دیکہا تو نی جو باغ اور ایوان
بڑہیا اور اوسکی بیٹی وہ مکار
دیکہنی ہی کی ہی فقط صورت
نہ اوسی پست قد کو تجہی ہی
ہی اونہین خون حلال آدم کا
حق تجہی اسطرف جو لی آیا
اب اگر تیری ہو یہہ خواہش
جو تو خشک دی خدای کریم
ستدرہ مین نہین ہون جانیکا
سنکی یہہ بات پیر سی وہ جوان
بولا بڈہا ہی کہ یہہ خواہش دل
کہر سی باہر نکلیو مت نہار
کہر سی باہر اگر قدم رکہا
رہتا ہون اس حریم خرم مین مسرور
الغرض وہ جوان جانہ خرابہ

روتا حالت پہ اپنی زار و زار
تنگ چشمونکی انکہہ سی بہتی تنگ
سن مین الیاس و خضر کا ثانی
چہری پہ ہی عیان خدا کا نور
ہی بدریا ہی کشف مستغرق
چشم حق بین کی اوسنی اپنی باز
اور کہا مرحبا تعال تعال
رو رو کہنی لگا بصوت حزین
دشمنون پہ نہ گذری وہ ہی ہے
انتہا تک کہا وہ رنج و ملال
کہینچ لائی تجہی نصیب کہان
تشنہ خون آدمی ہین تمام
ہی طلسمات کا بنا وہ مکان
نہین انسان ہین وہ مردم خوار
دیکہو باطن تو ہیچ سو لعنت
جتنی دیو پری اوتنی ہی سب جہی
جا نہ اونسی تو کسطرح سی بچا
ہی یہہ لازم کہ اسکا شکر ادا
دلکو ہونچی نہ اور کچہہ کا ہشر
کہا اوسی اور ہو یہان پہ مقیم
اور نہ مانع ہون کہ مین اسکا
بولا جب تک ہی تن مین تاب و توان
کر کری اس مقام مین منزل
لی اوٹہی تا نہ مرغ آدم خوار
طعمہ ہو جانیگا تو جب اوسکا
آگی جو کچہہ بدا ہو قسمت مین
کہر مین دربانس کی رہا بنشستہ

گہر سی مطلق نہ جاتا تہا باہر
ہو کی تنہائی سی ہول اکر وہ
ناگہان ایک مرغ آدم خوار
اور اک مرغ کی پڑی چنگل
جب لگی مرغ لڑنی وہ باہم
تہی وہ تاریکی غار مین چہائی
ساتوین روز تہوڑا تہوڑا سا
روشنی دونی ہوتی گئی افزون
ایک ہفتہ تک وہ رہی ناشاد
لہلہاتا ہی سبزہ نو خیز
ہر طرف سبزہ زار اور گلشن
سیر کرتی ہین شہر پہیلا دم
دیکہہ عالم یہہ کو کلا وہان کا
آن پڑا نزلا ابہی رنگا رنگ
پائی اسنی جو بو آبادی
دیکہہ وہ یہہ بہار بہول گیا
دیکہتی جلد وسی کہین چلکر
سات دن تک چلا گیا دشت
اسکی جاتی ہی اتفاقاً جہت
تہا نہ کوئی ابہی ہوا داخل
سروران سپاہ و حشام
دوڑی اسکی طرف کو یکبارے
تخت طاؤسی پہ سوار کیا
ڈنکا ہونی لگا سواری کا
باہمہ عز و شان کیکاوس
دست بستہ کہڑی ہوئی ارکان
پاس اپنی وزیر کو بلوا

بیضرورت نہ آتا تہا باہر
گہر سی نکلا وہ با دل پر سوز
لی اوڑا چیل سا جہپٹا مار
کوہ سی وہ بہی آیا غار زدہ
نیچی سی یہہ رہا ہوا اوسدم
جو نہ دیتا تہا تہہ دکہلائی
نظر آنی لگا اوجالا سا
جادہ جیون فرق مہوشان تہا نمود
جادہ پیما رہا بصورت باد
ہین نسیم و صبا طرب انگیز
گل کہلی ہر روش چمن چمن پر
چر رہی ہین غزال بیتاسم
قطعہ پڑہتی تہی یہہ گلستان کا
دین پر از میوہای گوناگون
دلکو ایسی ہی بس ہوئی ساتہ
بہوک اور پیاس صاف بہول گیا
کہ ہی بستی وہ کیسی دنون پہر
پڑہتا ہر ایک کلی صلوات
کہولی دربان نی کیواڑ کی پٹ
سب سی پہلی یہہ ہوگیا داخل
بلکہ ارکان سلطنت کی تمام
لاکی خلعت پہنا دیا بہارے
لعل و در و گہر نثار کیا
اور بیدا بوسے لینی لاگا
آگیا قصر [illegible] چلو
بہر خدمت کذاری کسی میان
کاتہین اوسکی یون وہ کہنی لگا

خوف جانکا زبسکہ لاحق تہا
کرتا پہرتا تہا کوہسار کی سیر
جب گئی کوس لی اوڑا اسکو
آگی اوستی اسی دبوچ لیا
صید خایف کی شکل رو بقفا
ٹہوکرین کہاتا ہر قدم پر آہ
جون جون آگی گیا یہہ خود رفتہ
رہ وہ ہموار کچہہ نہ دکہہ پاوے
ساتوین دن جو غار سی نکلا
آبجو ونین آب ہی جاری
وہان کی ہو رہی ہین کہتی سی
قمریان کر رہی ہین کوکو
روشنہ ہاء نہر ہا سلسال
باد در سایہ درختانش
کہ گیا بہول سب وہ پہلی دکہہ
ولمین کہتا کہ جسکا ہی یہہ سواد
سیر کرتا ہوا وہ باغ و بہار
قصہ کوتہ تہا نور کا تڑکا
لوگ پہرتی تہی گو ایدہر اودہر
شہر مین تہا سپاہ کا انبوہ
منتظر تہی جو دیر سی وہ سب
تاج زرین یہہ کہکی سر پر رکہا
کہ زمین بوس سب ہوئی ہمراہ
بنتی جاتی تہی پیچہی پیچہی سب
اپنی اپنی جو دلمین تہین تہا نیز
بسکہ حیرت سی شاہ تہا مدہوش
کیا تماشا یہہ دوری نیرنگ

بیٹہا رہتا تہا کوئی مین چپکا
سبزہ زار او جوئبار کی سیر
بیٹہا ایک غار تنگ مین پہر تو
اور نیچی سی پونٹہ نوچ لیا
غار مین گرکی اکطرف بہاگا
سات دن تک چلا بحال تباہ
آتش جوع سی جگر تفتہ
آنکہین میچی اگرچہ چلی جاوی
غار کی آگی دیکہا اک صحرا
پائی جس مین لطافتین سارے
قرقری پہرتی ہین پرکی پری
کہتی کویل کہ پی کہان ہی تو
ق دو درختہ بیج طیرہا موزون
گسترانید فرش بوقلمون
دل نی آرام پایا جی کی سکہہ
شہر ہوگا وہ کیا ارم بنیاد
دیکہتا رنگ رنگ کی گلزار
شہر کی در پہ جب یہہ جا پہونچا
پر قضا کار شہر کی اندر
تہی کہڑی لوگ وان گروہ گروہ
پائی کو بان بصد نشاط و طرب
ہو مبارک سریر شاہی کا
اور دار الخلافہ کو چلا شاہ
آگی آگی پکارتی تہی نقیب
آگی ندرین وہ سب نی گذرانین
گم کئی بیٹہا تہا حواس و شعور
دیکہہ یہہ حال میری عقل ہی دنگ

سیمیائی ہی کیا یہہ طیاری
ہی اچنبھا مری نینن تو یہہ
کہ زمین بوس مرد کار آگاہ
جب اس ملک کا چراغ ای ہوا
پہلی جو آئی شہر کی اندر
چل بسا دم مین جون چراغ سحر
چلتی پہرتی تہی گو بہت خلقت
جسکی طالع مین ہوا نہ لسی تخت
شاہی قسمت مین تہی سر جو لکہی
ایک کو تختی پہ سولاتا ہے
تہی حقیقت جو کچھ سو مین کہو
سنکی یہہ شاہ نو ہوا خوشدل
پہر تو داد و دہش بہ پایندہ کر
شام تک باشکوہ سلطانی
خسرو مہ کو اپنی دی منزل
جلوہ فرما ہوے سو خلوتگاہ
پہونچا عشرت سرا کی اندر جب
تہی وہ ہر شعلہ رو کی زیبائی
تہی ہر اک مہ لقا جو زہرہ جبیں
آئی با صد ادا و عشوہ و ناز
شاہ ہمنشین کی صنم تہی سا
باری جس مہ لقا کی ہوتی تہی
باری اوس مہ جبین کے تہی افسون شب
مہرسان دیکہہ اوسکی رخ کی دمک
دستہ اک گل کا دیکی شاہ کی ہاتہ
منعکس کر شاہ اور ہمعین شباب
می گلگون سی جام تہا لبریز

خواب ہی یا کہ ہی یہہ بیداری
مین کہان اور کہان سریر سے
بولا کہا تو نہ خوف کچھہ واسمہ
دست باد فنا سی گل ہے جبا سے
اوسکو بٹہلا تین تخت کی اوپر
کسکی عقبی کی سلطنت پہ نگر
تج پہ کوئی لی کیا نہ پیشقت
ہو گدا یا غنی ہما یون تخت
فضل حق سی تجہی وہ دی آج ملی
ایک کو تخت پہ بٹہاتا ہے
ہو مبارک یہہ تاج و تخت شہر
مفت مین سلطنت ہوتی حاصل
کردیا کل سا سکو صاحب زر
شکل خورشید کے زرافشانی
قصر مغرب مین جب ہوا داخل
تا قرین ہو وین مشتری باہ
شاہ عشرت نصیب و عیش طلب
خیرہ ہوتی تہی جس سے بینائی
آسمان رشک تہی ہا کی زمین
اور زمین بوس کی بیجز و نیاز
حسن کے لوکی مین کہون کیا تا
شب کو وہ شہ کی ساتہہ سوتی تہی
دل فریبی مین تہی وہ تیغ غضب
گئی جیون انجم اوسکی انکہہ اچہک
آئی خلوت سرا مین لیکر ساتہہ
آیا بزم طرب مین عشرتناک
نغمہ مطربان طرب انگیز

نہین آتا سمجھہ مین کچھہ رنہا
رفع دل سی یہہ غدغہ کردی
کیونکر ای زیب تخت و زیب ہیم
جملہ ارکان و سروران سپاہ
شاہ غفران پناہ خلوتگاہ
جمع سب ہو کی در پہ ہم آئی
اس لئی سب نے ایک لک پایا
روز موعود مین لو سی ہوا
یہہ تو جنت کا کچہ نہین ہی مقام
بندی سب ہم مین ہے سرفرمان پذیر
ملک رانی کرا ہے بصد اقبال
پہولا جامی مین نہین سماتا تہا
لگا بانی ہر اک صغیر و کبیر
شاہ زرین کلاہ چرخ سریر
آیا ناظر محل سرہ کا دوان
مہ شمع و چراغ شمع وتہا
دیکہا وہان جمع پری پیکران
یون تہی ہر شعلہ رو جہہ کا گرم
آتی دیکہا جو شہ کو صورت ماہ
لعل کو گوہر ہر اک نی سو بار
ایک سی ایک چڑہتی مہ پارہ
تا سحر اوس سے شاہ عشرت جو
آتی اس ناز سے حضور شاہ
پہنی گلگون لباس سرتاپا
بہیجا حمام کی طرف اول
بزم آراستہ تہی جون گلشن
بادہ پیتا تہا شاہ با دل شاد

دی بتا تو کہی یہہ لیا اسرار
ورنہ مرتا ہون ماری حیرت کے
یہان چلی آتی ہی یہہ رسم قدیم
شہر کی دریچا تین وقت پگاہ
شاہ ہی دنیا کی چہوڑ وقت پگاہ
آپ تشریف اتنی مین لائی
تخت شاہی پہ تجکو بٹہلایا
تخت پر ہی یہہ تخت بٹہلاتا
یہی شاہ حقیقی کا ہی کام
ملک رانی کرا اور خوف نکر
رہ ملا تو تا صدو سی حال
بلکہ جامی سے نکلا جاتا تہا
سر دیا وخطاب اور جاگیر
یکتہ گر وہ ہسر عالمگیر
اور بولا کہ ای شہ دوران
آگی آگی دیکہا تا شمع چپلا
شکل خورشید آتشین خوبان
ہو وہی آتش کا جیسے لو کا گرم
شکل انجم ہر ایک بت دلخواہ
گئی بہ فرق بادشاہ نثار
چرخ خوبی کی سبع سیارہ
رہتا سینہ بسینہ رو برو
دل سے کہینچی جو شاہ نے آرہ
گل سی بہی رنگت وسوا اوسکا
تاہما وہی گلاب سے مل تل
تہی نثار وسہ بلکہ لا کہہ جہیز
اور بغل مین تہی وہ بت نوشاد

تھی مزی پر عجب گزک نمکین
شادمانی مین کاٹی آدہی رات
آگئی خلوت سی شاہ بھی باہر
شام کو دیکھا جب چھپا تارہ
باری جس مہ جبین کی اوس شب تھی
دیکھ مہ پارہ اوسکا رخسارہ
بھیجا حمام تا مشک و گلاب
سب مہیا تھا بزم مین اسباب
وہ بھی شب گذری شادمانی سے نیز
دیکھو رہتا تھا ملک رانی مین
بھیج دیتی تھی سوی گرمابہ
گلرخ ہفتمین کی باری آئی
آیا ناظر حرم سرا کا شتاب
گوش دل سی کر سنو وہ بیان
گر نہ آگہ کری وہ آقا کو
یعنی ای شہریار عیش پسند
گر یہی خواہش کٹی یو نہین اوقات
دہیان ہی اوسکا دلسی کر دیجی دور
بسکہ اس راز سی تھا وہ آگاہ
شہ نی پوچھا کہ میری دولتخواہ
کہائی سوگند اوسنی جو بخدا
وہ ہوسناک سنتی ہی یہہ جواب
نہ سنی ناصح شفیق کی بات
دیکھتا تھا جو بام و طاق و رواق
شعلہ رو تھی صنم جو شکل قمر
دستہ اک لالہ کل شگفتہ کا
منصر عزلی کی تھی وہ تشریح [illegible]

بادہ تلخ و بوسہ شیرین
کامرانی مین کاٹی آدہی رات
بیٹھا جون مہر تخت شاہی پر
اور کتان و نکی مہ نی کی پارہ
مشتری آئی شاہ کی دو منتی
ہوتی تھی بس کتان مہ پارہ
غسل کر آئی وہ در نایاب
گزک و میوہ و طعام و شراب
ہوگئی صبح کامرانی مین
رات کاٹی تھا شادمانی مین نیز
ہوتی پہر تا سحر تھی ہمخوابہ
باری مت ہو بو بلکہ خوار آئی
اور بجا لا کی با ادب آداب
دلکو تو کہول کر کرو ہمین عیان
یہہ ہی اک نوع کی خیانت ہی
پہونچی تجکو نہ چرخ سی گزند
گذری عیش و نشاط مین ہر رات
نہ بولا اور نہ جاتو اوسکی حضور
کاہ جاتا نہ تہا ہمارا شاہ
کر تو اس بہید سی مجہی آگاہ
مین نہین جانتا ہون کچھہ اصلا
ہوگیا بیقرار جون سیماب
اور گیا اوسکی گھر مین وہ بیتاب
نقشی مین اپنی اپنی ہی سب طاق
پہنی سرتا بپا لباس [illegible]
شاہ کلگون قبا کی ہاتہہ دیا
وہ چہون اسکی روبرو تھی ہین کنیز

قصہ کوتاہ تا بہ نصف شب
خسرو و مہر جبین بہ نور مجبل
ملک کا بندوبست کرنے لگا
شب گئی تی ہی شاہ والا جاہ
پہنے سرتا بپا لباس سفید
شاہ کہوری سمن کا گلدستہ
جہٹ نہادہو گئی شاہ سحرگاہ
شاہ مشغول ہو بنائی تو شراب
الغرض یعنی ہی شاہ ہفتہ بسر
ہوتی جس گلعذار کی باری
گذری چھہ روز جب بصد عشرت
برج منحوس تھا وہ برج بال
عرض کرنی لگا کہ شاہ زمن
جو نمک خوار بندہ درگاہ
عرض کرتا ہون اس لئی بخدا
چھہ محل مین جو تو نی عیش کیا
صنم ہفتمین کی گھر مت جا
گر گیا وہان تو پہر خدا معلوم
شاہ منظور اوسکی گھر اصلا
کیا سبب تھا جو شہ نجاتا تھا
ہوتا اس بہید سی ہی گر آگاہ
منع کرنی سی دونا شوق ہوا
اوس صنم خانی مین گیا جسدم
وہ محل اسکی روبرو تھی مجل
برق سان آستین چمک سی آئی
اسنی دیکھی تھی گو بہت محبوب
بن گیا اوس پہ یکا دیوانہ

شاہ مشغول تھا بعیش و طرب
بیٹھا تخت زر جد ہی پہ مگن
زر سی دامن ہر اک کا بھر ڈالا
آیا خلوت سرا مین صورت ماہ
نور سی جسکی تھا خجل خورشید
بہر خدمت ہوئی کمر بستہ
جلوہ گر بزم مین ہو چون ماہ
سو رہا سیمبر کی ہم آغوش
صورت آفتاب بدر منیر
دیکی گلدستہ شہ کو یکبار
ہو چکی چھہ محل کی نوبت
مہر اقبال کو جہان نہ زوال
واجب العرض ہی ایک سخن
ہو گی ازام ناصواب آگاہ
ہو خیانت تو اور رہون مقدور
شش جہت مین کسی نی نہین دیکھا
تا نہ خانہ خرابی آئی شہا
کس بلا مین پہنسا ہی طالع شوم
مرتی دم تک بھی اکدم نہ گیا
اور نہ اوسکی تئین بلاتا تھا
تجکو آگاہ کرتا مین یا شاہ
وہانکی جانیکا دلکو ذوق ہوا
دیکھا وہانکا کچھہ اور ہی عالم
پہسلا پڑتا تھا ہر مقام پہ دل
جل گیا دیکھہ مرغ بینائی
اوس سی خوبی مین بڑھ تھا کوئی نہ
ہوگیا شمع رو پہ پروانہ

دل انہو وڑایا اور کسوت پر
کی قبائی بنفش گون بر پر
دیکھہ جو وفا وہی دمساز رانہ
لی چلی ساتھہ جانب خانہ

منزلین کرتی ہوئی بصد خوار
پہونچی اکر وطن مین یکبار
ہجر مین اوسکی نادر اور بند
وار فانیسی کر گئی تہی سفر

وصل کی آرزو مین ویلا
ہوگیا تہا وصال دونکا
گہر مین تہا رہا یہہ سوالی
شکل تصویر پہ جسکا شیدائی

دس برس بعد جب ہوا گویا
راز سربستہ وہا نکا سب کہا
تا بقید حیات تہا ناکام
تہا بنفشی لباس اوسکا تمام

ہیکا رنگ بنفشی تہا دو بر
خوبی اوسکی ہی بن کہی ظاہر
مہ لقا ہو جو نازنین چالاک
پہنی جب وہ بنفشہ گون پوشاک

خوب باس رنگ مین ہی جو خوبے
و دنی ہو کیون نہ اوسکی محبوبا
گر ہوا بنفشہ گون فلک
دیکھہ برق تیان کی ایسی چمک

رخ پہ کلرو کی ہا ہزار جمال
ہو تاہی دلربا بنفشی خال
رخ گل ہو چمن مین کب ممتاز
ہو بنفشہ کی گر نہ زلف دراز

بسکہ یہہ رنگ ہی نہایت خوب
کیون نکلتی ہو اسکی خوش اسلوب
سوسن وی کا سنی ہو نا فرمان
ہین اسی رنگ پر جو جلوہ کنان

باغ کو ہی بہاران سب سی
لالہ ہی داغدار ان سب سی
کہہ فسونگر یہہ پی بدل قصہ
سو ہی بہرام ساتہہ القصہ

گلزار ساتوان تشریف لیجانا بہرام کا روز پنجشنبہ صندلی محل مین اور عیش و نشاط کرنا لیل و نہار نازنین عربی کو لیکر بغل مین ۵

پنجشنبہ کی صبح نور افزا
مہر خورشید ہوئی جو صندل سا
شاہ بہرام نی بصد تعجیل
کر قبائی بنفشہ گون تبدیل

مشتری وار صندلی پوشا
کی سراسر بیاد ایزد پاک
باہمہ جاہ و سطوت شاہی
صندلی قصر کو ہوا راہی

ساعت مشتری مین جو کچہ بہر
آگیا تخت صندلی پہ جلوہ گر
عربی بت وہ شوخ علامہ
صندلی رنگ و صندلی جامہ

مشتری طلعت اور زہرہ چہر
شکل مہ تہی جو اوسکا نام بکیز
آئی جون مہر جلوہ آرا ہو
کر کی تسلیم شاہ دوران کو

بیٹہی اسناز سی وہ ماہ لقا
کہ ہوا شاہ مشتری اوسکا
دلکو شہ کی جو شادمانی آئی
کشتی بادہ نی روانی پائی

روبرو شہ کی شام تک مہر
جام گردان رہی بصورت مہر
جب ہوا جام آفتاب نگون
ہل گیا دلکا بادۂ گلگون

دن کو بیٹہی آیا شب سیاہ
رات روشن ہوئی بجلوۂ ماہ
چشم مستی لگا کی سرمۂ شب
چہوڑا و سنا لہ کہکشانی عجب

سرمہ گر چشم جب لگی ہی سے
مہل تامیل روشنی پہلی
شاہ بہرام کو ہوا منظور
درد سر کو کری خمار کی دور

پیکی اک جام آیا خلوت مین
تا کٹی رات خواب راحت مین

ارباب نشاط

بخشی آنکھوں کو جب وہ سرمہ نور
کھلنے سب بات اور سرمہ لگا
الغرض ہے بخشش ہمت کش
پھونکی جیسی چاہوں جسکی تپش
سیکھے مجھہ سی یار نقش تمیز
سنتا اوسنی پڑھا جو رام کے نام
اوسنی سیکھا زہ وہ کہا کہ ہنر
گر کری صحبت سنگر تو قبول
مصر میں ایک ہی مکان طلسم
ہیں جو نقش و نگار رنگا رنگ
اپنے دلخواہ تاک ایک پیکر
دلمیں اپنے نہ یاد میں جھپ لاوے
نقش لے موم میں جب اوسکا اوتار
باہر آکر کھلیگا اوسکا بھید
سنکے یہہ رام کو لگی چٹپک
بہا ہمیں قسمی وداع ہوکر رام
تھی ہر ایک شکل گو نہایت عجب
ٹکٹکی ایسی باندھی پہر اوس پر
رام نی لیکے موم جو ٹیپا تھی
جسکا سر جھاڑ اور منہہ پہ بہا
آگی ہیبت میں رام نی پوچھا
موم جسکو کیا ہی تیرے سے
تو بھی دیکھی کا میں تیر تیغ
جو کبھی کے نہ وہم میں آوی

گرچہ وہ دوسی تو رہنا دور
مرد بینا نظر سے اوس نے چھپا
رام کو بخشا سرمہ بخشش
تا قیامت سولا رکھی تیز بین
پھر عدو سی سکوت چاہ سو کر
نقش قالین بنا سوگیا بس رام
دو نو اوسکو سکھا دئی تیز
ایک برس بعد ہو تجھی وہ جسو
بت میں پہر کی اوسمیں قسم قسم
زیر نقش ہی نہاں پیکر
بیٹھی اوس پر گرا کر اپنی نظر
بخرابت سے دو نہ پھر جاوے
موم ہی سنگ لے وہ نیت یار
یعنی ہی نقش موم میں بھید
نہ لگی تا سحر پلک سی پلک
یوسف آسا چلا بمصر رام
دیکھہ ہر ایک نقش دلفریب
ہو گیا بت سا جو وہ کوہ پہر
ایک پتلا بنا لیا جلدی
ہاتھ شمشیر اور قد جون تاڑ
کون ہی تو کہڑا ہی کیوں اس جا
ہو نہیں وہ ہی سن کی یا سحر
تیرا کوئی دیکھنے کا نہیں
وہ کرو نہیں اگر تو فرماوے

رام بولا ہی دیو کیا پہر دی
دیو کی پہر سر پہ ہو گیا ظاہر
دوسرا بولا ہو تہا میں جان ہوں
جب تلک وہ سرا افسون پڑھوں
رام بولا کہ وہ ہی بتا افسون
پڑھ کی افسون دوسر ایکبار
تیسری نی کہا کہ یار عزیز
اوسکا دیکھا پتا ہی بتلو بتا
ہر دو رام کی ہی ہاں تمثال
کوئی جو چاہی کہ یہ طلسم کشا
وہاں پہ بیٹھا رہی جو پیکر تا
اوسکی ہنستی ہی وہ بہ بہجہ
موم سا کہنگی اسی جب وہ
پائی نقش اگر وہ تو بیکس
صبحدم جب عزیز مہر نہا
قطع کرتا ہوا صعوبت راہ
دلمیں تہا وہ پاس گہ بیٹھا
بعد یکسال جب ہنسی تمثال
کر کی نقشہ درست خاطر خواہ
صورت ایسی گھڑا و لی آیا
بہا ہر جسا اوسنی اپنا منہ کہولا
میں تیرا بندہ اور تو ضامن جب
کام دشوار جو ہو عالم میں
رام بولا کہ پہر دیر سی کیا

بولا کر صبر دونگا آنکھوں سے
ہوگی حیرت سی گم جو تجھے حاصل
خواب بندی کا ایسا افسون
مردہ سا بس پڑا رہیگا وہ کون
بولا دم لے ذرا بتاتا ہوں
کر دیا پل میں رام کو بیدار
ہی جو مجھہ پاس وہ رہی ہی چیز
آپ وہ جاپہ جاکی تو لے آئے
دیو عفریت کی ہی میں اوسکا
یعنی اوس نقشے سے ہفا دی سیاہ
خندہ زن تاکہ ہو وہ تمثال
لے بنا ویسی موم کی تصویر
باہر آئی نکل وہ لی اوسکو
کامیابی کو ہو وہ تیر نکالے
شب کی دریائی نیل سے نکلا
پہونچا اوس تکیہ میں وہ ناگاہ
بیخطر اوسکے پاس وہ بیٹھا
قہقہہ مارا اور دانت نکال
باہر آ دیکھا ایک دیو سیاہ
زہرہ اس نے کہتی ہی جو جیسے جاوے
منہ ہو بخت لی وہ دیوں نکال لائے
اب نہ ہونگا حضور سی غائب
اپنکو احسان کرو نہیں کہ ہم میں
دی وطن میں مجھی اسی پہونچا

لطف سب پر کمال فرمایا
دل ہر اک پہ نثار جاتا تھا
باری اوس رات اوسکی بس ٹھہری
سالہا سی تھی شاہ کو جو طلب
نار پستان پہ گہ تھا پڑتا ہاتھ
شہ کی گلدستہ ہاتھ مین اک تھا
لگتی پتھر کے گر سے کچھ چوٹ
دانت کی نیچے اپنے داب زبان
اوسکی ہنسنی پہ شہ کو آیا عجب
دیکھی ہستادہ صورت روتین
بولی ہی ہی یہ شکل نامحرم
سوچتا تھا کہ کیا ہنسی کا سبب
بعد صبح جب ہوی خندان
جاگی اوس تج مین ہی وہ ماہ
جلوہ گر پہر جو ہوی عروس شب
چھوٹی ہی کٹہری یہ پر زلف سنبل تاب
بوسہ بازی جو شہ نی سکے اوسکی
آیا از بسکہ شاہ کی ہنسی پیار
تلملا کر تڑپ سے گئے گلرو
بولی ہی ہی یہ کیا بلا تھی تھا
یہہ سخن سنکی ہنس پڑی تمثال
ہنسنی کو تو ہنسی مین ٹال دیا
ہی اکت جو تجہہ مین سر تا سر
لیکن آئینہ اوسنی کی جو نگاہ
کیونکہ کھو رہی ہی اپنی حجاب نہ
گفتگو شہ کو ہنسی ہی اوسکی ہوا
[illegible]

تخت پہ اپنی پاس بٹھلایا
پیلہ تھا سب پہ پیار آتا تھا
اوٹھہ سکا اور ون نی راہ گہر کی
کی سیر خدائی جو اوس شب
گہ تھا سیب ذقن پہ گڑتا ہاتھ
عین غلطی مین ہنس کے ہاتھ اوٹھا
وہ بھی جاتا نہ اسطرح سی لوٹ
چٹکا جون غنچہ رہ گیا سلطان
یعنی ہنسنی کا آہ کیا ہی سبب
غیرت لعبتان کشور چین
کیون نظر مجکو آتی ہا سی ستم
گذری ساری اسی خیال مین شب
ہو گئی جھٹ عروس شب پنہان
اصطبل کی طرف تھی جسکی راہ
پہر ہوا آ کے شہ عروس طلب
چشم فتنہ دو نو خانہ خراب
دیکھی انگڑ سے اوڑ کی خاستہ
کھینچا آغوش مین اوسی یکبار
جست کر ہو گئے وہ چھٹ کہیو
پشت انکار ہوی جو سرتا پا
آیا اوسکی ہنسی شہ کو ملال
اور یون ہنس کی اوس صنم نے کہا
کر تو چہرہ یہ آئینی مین نظر
چھاتا تھا پہلو سی اوسکی چھپکر شاہ
کون ہی مرد وا یہہ بیگانہ
کہ سبب کیا ہنسی کا بار خدا
بیٹھ گئی اپنی ملک مقصود سحر

دیر تک مختلط رہا سب سی
لیک اک نازنین زیبا رو
شمع رو وہ گلتین جوانی گہر
کھینچا آغوش آرزو مین تنگ
الغرض اس روش بصد آئین
مارا ہلکی سی تاک کر رخسار
لوٹنا اک طرف ہوی بیہوش
تھی جو اوس جا طلسم کی تمثال
آتی جب ہوش مین وہ غیرت ماہ
دیکھ شکل اوسکی موہ پہ لے آنچل
سنکی یہ بات پہر ہنسی تمثال
رات بھر عیش کر صنم کی ساتھ
مہ جبین شب جو سوئے ناموس
خانہ داری کی جو اسطرح سامان
دوسری نازنین سراپا ناز
لعل لب دونو تھی مسی آلود
شاہ پہنی قبای قاقم تھا
زیر دامن جو آتی اوسکی پشت
گر بدن مین کسیکی چبھتی تھی خار
یون ہی کاٹی کوئی و ناداں
سوچ پیدا اگر چہ شہ کو ہوا
ہی جو نازک بدن تو ای گلرو
رنگ رو ہو گیا ہی کیا تغیر
دیکھ وہ شہ کی آئینی مین جھلک
کھلی یہ موتہہ چھپا لیا یکبار
دل ہی مین شہ کی لگی بات یہی
ہو گی سلطان صبح قاقم پوش سا

کچھ سنا اور کچھ کہا سب سے
تھی جو سب سی حسین وہ شعلہ خو
رہ گیا شاہ اور وہ مہ پیکر
لب سے لب جھٹ ملائی وہ دلتنگ
تھا وہ نخل مراد سی گل چین
نازنین پہ تڑپ سے گئے یکبار
آ گئی غش مین پہول کر غوث
ہنس پڑی دیکھکر یہ ایسکا حال
اور جب راست کی جو اوٹھکی نگاہ
کر لیا اپنے چہری کو اوجھل
سوچ کچھ شہ گیا ہنسی کو ٹال
صبح کی ناز اور نعم کی ساتھ
صورت مہر با فراوان نور
چاہتی جو ہوا مہیا وان
آئی شہ کی حضور ہو طناز
دیکھو دیکھا تو جو لعل کبود
نرم مخمل سے جسکی بال ہوا
نازنین کی چبھی وہ موی درشت
ہو تا بی صبر یون نہ وہ زنہار
دم ہی میرا نکل گیا تھا آہ
جب ہنسی کا پڑا اوسکی کھلا
ہوی قاقم کو خار سمجھی تو
تیری صورت تو بن گئی تصویر
بولی او تھی اکڑ واکی ساتھ جھجک
ہنسی تمثال وہ قہقہ مار
بات ہنسنی کی کچھ اوس سی کہی
[illegible]

نازنین کو یہہ شہ کا حکم ہوا
جلوہ آرا ہوا وس محل مین جا

خواہش شاہ یون ہوتی اوس روز
یعنی ہو دن ہی کو نشاط اندوز

مسکن خاص خسروی تہا جہان
باغچہ مختصر عجب تہا جہان

مچہلیان رنگ رنگ کی تہی ڈر
تیرتی اوسمین تہین ادہر سی اودہر

اوس مین دس پانچ بادبان تہی سوار
مہ لقا مہ جبین و مہ رخسار

نی غلط بلکہ سوچا ہی کچہہ اور
کچہ انصاف ہی یہ جای غور

شاہ اور نازنین وہ مہر و ماہ
سنبل و گل پہ گاہ کرتی نگاہ

جا پڑی اتنی مین صنم کی نظر
باز کشتی سے حوض کی اندر

موبہہ پہ دامن کو لی صنم نی کہا
کیسی یہ مچہلیان ہین شوخ شہا

چشم بادہ سی جب مچہی ہو حذر
ہی ستم مجکو دیکہی انکا نز

گو نہ سمجہا ہنسی کچہ اوسکی غلط
پر گیا ٹال اوس ہنسی مین فقط

اتنی مین ناکہان بحکم خدا
جہو کا ایسا ہوا کا تند چلا

غوطہ کوئی کہا کی پہر اوچہلتی تہی
ڈوبتی کوئی کوئی نکلی تہی

خوف سی تہرتہرا کی جہن ہو سرد
گر پڑی نبض تہی سو بیہوش

سچ مین جا کی شہ نی ہو مضطر
لا کی چہڑکا گلاب اوس گل پہ

ساری دن اوس سی شادمانی کی
داد دی خوب کامرانی کے

اوس محل مین ہوتی وہ جلوہ پذیر
پر لب رود جسکی تہی تعمیر

چار مین مہ جبین کہ لی آوین
ماہ روئی وہ مین کہ لی آوین

مسند شہ کو دیکہتی ہی صنم
شکل محراب ہوئی سلام کو خم

تخت پر تا کیا نہ شہ نی طلب
نہ گئی آپ سی بپاس ادب

خدمت شاہ سی رہا اوسی کام
یا ادب ہی سی تہی جام پہ جام

کوئی کلا نہ موبہہ سی ایسا سخن
جس سی بیکہو وہ ہوتی خندہ زن

جب صبوحی کی وقت ساغر خور
بادہ نور سی ہوا سب پر

جار پانچ گلا ویون سی وہ چار و گہر
ہو گئی چار باغ سی خوشتر

پیکی جا کی دل کو چین آیا
تب یہ معمول اوسنی ٹہرایا

عیش کرتا رہی نہ خود قیصر
ماہ دو ہفتہ سے پہر ہفتہ

تہی یہ حال اوسکا لیک صد افسوس
تہا مہ چار مین سہکم بانوس

ہی شترخانہ کی طرف جو مکان
جسکا احوال ہو چکا ہی بیان

تیسری نازنین کو بلوایا
پاس اپنی بلطف بٹہلایا

حوض سنگین تہی اوسمین اک آبدار
لنبی چوڑی وسیع اور ژرف

کشتی اک اوس مین تہی چپی اس شکل
آسمان پر ہلال ہو جس شکل

تہی یون بسکہ ہر طرف بہتی
کشتی پہرتی تہی شکل کف بہتی

جنبش باد سی ادہر اور ادہر
تہی رواں اک ہلال چند قمر

گاہ تہی سیر نہر مین مصروف
کشتی بادہ سی گہی بالوف

دیکہی تو مچہلیان نکالی سر
جہانکتی ہوئی ہین مین سو بہر

گہورتی ہین جو مجکو آنکہہ نکال
لیکی پانی سی انکو آگ مین ڈالی

یہہ سخن سن ہنسی طلسم حکیم
دل ہوا شاہ کا ہنسی سی دو نیم

مختلط ہو کی نازنین کی ساتہ
سوی گلشن چلا پکڑ کر ہاتہ

کشتی جو ہوتی نگون یکبار
ڈوبی پانی مین تہی جو اوسمین سوار

نازنین کی تہین جو آیا نظر
غرق ہونا وہ اونکا آب اندر

دیکہہ یہ حال پہر ہنسی تمثال
یعنی تہی برخلاف اسکی حال

نازنین کی تہین جب آیا ہوش
لایا خلوت مین شاہ عشرت کوش

شام کی وقت ماہ زہرہ جبین
حکم شہ سے لے کے باتمکین

جلوہ گر جب فلک پہ ماہ ہوا
صادر اس طور حکم شاہ ہوا

آئی وہ نازنین سراپا ناز
ناز سے ہر قدم تہا با انداز

تخت کی پاس آ ادب کی ساتہ
ہوئی استادہ دونو باندہ کی ہاتہ

تخت پر سی گئی جو وہ مدہوش
ہوتی اور دیکی طرح سرکش

گرم سی تہی بطرز دلدارے
ہم حریفی رہی ہم پرستاری

شوخ مہ پارہ تا سحر وہ رہی
وہ مبد ہم طالب بقائی شہی

جس محل کی تلی تہا میخانہ
ہوتی خرامان وہان وہ جانانہ

شاہ کی جو ہوتی مراد حصول
تہا سدا اسی طلب مین جسکی ہوس

یعنی جب تک جی چند روز حیات
ہر مہینی مین گذری یون اوقات

ایک اک ہفتہ تک ہر اک کی گہر
عیش و عشرت مین کاٹی تہا سحر

رہتا تینون سی تین ہفتہ شاد
کرتا جو تہی کو سولکر ہی نہ ایدا

گاہ بیگاہ اوسکی گہر جاتا
ناز و انداز و عشوہ و شوخی
دلبری جانی ہی نہ دلداری
چاپلوسی ہی نہین اونہین سروکار
تب تو ہی عجز اور نیاز سی کلام
اونہین تینون سی شہ کو الفت تہے
اولین نازنین کی گہر اوس شب
دیکہا تو پہلو مین نہین وہ ماہ
دیکہا چارون طرف جو سر کو اوٹہا
دیکہا جس رہ کو نہ اوسے پایا
سیڑہی پہ نیچی آئی او چپ کر
کہینچا جس تن نی کل سی تہا آزار
کہتی ہی گڑ اگڑا کے وہ مہر
مدت کی نید اوسکو جون آتی
پڑتی پہ مار اوسی نظر جب آتی
پا بہ سختی ہی پا ہی وہ نرمی
پا تہا تمثال سی چہپا یا موتہہ
سوچ اوس دم یہ دلمین یہ آیا
سوچ کر دل مین یہ پہر اپنا ب
خسرو مہر جب بجنگ سحر
شاہ ہی اوس محل سی پہر آیا
دن چہپا اور رات جب آئی
گذری جب دو پہر شب دیجور
کہول دروازہ شتر خانہ
دیکہا سی او سنی ایسی کی گت جسکی
بستر خار او رپلاس پہ ڈال
[illegible]

بیٹہا اوٹہتا پہر چلا آتا
غمزہ و آن او ادا ہی بہری
یاد ہی شیوہ پرستاری
تمکنت بلکہ ہی اونہو کا شعار
دلبرانہ نہین ہی ناز سے کام
اوس عفیفہ سی صاف نفرت تہے
کل سی جسکو لگی تہی چوٹ غضب
جا لگا سہل سو رہا پہر شاہ
نہ ملا نام کو نشان اوس کا
پر در شتر وبان پہ جب آیا
دیکہا جون اصطبل مین کرکی نظر
کوڑی او سپر رہا ہی وہ پہسکا
کر نہ غصہ سری پہ کرتک پہر
دوڑ لی تیری پاس ہون آئی
یاد تمثال کی ہمنی شب آئی
یا وہ عفت تہی یا یہ بیشرمی
موتہہ سی زنگی کی یا ملا یا موتہہ
گر غضب آنکہ مین ابہی لایا
لیٹا بستر پہ آکے پر بیخواب
تازیانہ شعاع کا لیکر
دوسری نازنین کی گہر آیا
شاہ عیار وہ بد اناثی
نازنین شاہ کو سمجہہ مخمور
بادۂ آرزو سے مستانہ
کود تا جسطرح ہی اشتر مست
اشتر کینہ کش ساچرہ فی الحال
اوسکا [illegible] شتر خانہ

دلمین کہتا کہ تینون یہ محبوب
چہہ تہی کو ہی حسین و خوش اندام
ہین وہ ناز و نعیم مین جو پلین
ظاہرا یہ مہ اپنی گہر مین ہی
پر غلط بات یہ سمجہہ ہیہات
خواہش حق سی کیا ہوا اک روز
بیخبر تہا بخواب جو یکبار
دوسری شب ہی دیکہا تو بستر
ڈہونڈہا او ٹہہ کر ادہر اودہر
دیکہا قفل اور در پڑا ہی کہلا
دیکہا خربندہ زنگی اک سر مست
اور یہ کہتا ہی سیج بتا خندی
جاگی کمبخت جب ملک سلطان
نازنین کا یہ سنکی شاہ جواب
دلمین کہتا تہا طیش اپنی کہا
کل کی لگنی سی پاکئی تہی لوٹ
شہ نی چاہا یہ تیغۂ خونخوار
تینون ہون کی وہ سنکی پشیمان
بعد عرصی کی آنکہ وہ صنم
پہر سپہر جہان سوار ہوا
سارے دن گرچہ بادہ خوار ہی تہے
مست و سرشار آپ کو کرکے
اوس شہ کی پہلو سی شاہ کی پی ڈر
پہونچی معشوق پیار پاکی پاس
کر کے غمزہ اور اس سی لپٹ
داب کر نیچی وہ دی کہسی
[illegible] شاہ

طاق ہین دلبری کی فن مین خوب
پہ نہین طرز دلبری سی کام
ہین بری ہی ادا مین انکی پہلین
لاڈلی مادر و پدر کی یہ تہی
تہا کنارہ کش اوس سی دن رات
مست تہا می سی شاہ عیش اندوز
ہوگیا آدہی رات کو بیدار
خالی ہے اور نہین وہ رشک قمر
کچہہ نہ اوس گلبدن کی پائی بو
لیکی تلوار پہ غضب ہو چلا
تازیانہ لئی ہوئی در دست
دیر آئی ہین اسقدر کیون کے
آون کسطور جلد میری جان
بس لگا دل مین کہانی پیچ و تاب
یعنی سبحان ربی الاعلی
لگتی کوڑی کی پا نہین اب چوٹ
لیوی سر کاٹ دونو کا یکبار
سر کہلیگا نہ اونکا پہر نہہا
سوی پہلوی شاہ مین بی غم
ہر طرف نور آشکار ہوا
دل مین پہر شب کی انتظار ہی تہے
لیٹا چپ اوپر آکے بستر کی
جل ہی نکلی بشکل باد سحر
تہا وہ بیٹہا بچہا ہی فرش پلا سر
دی اڑنگا گرا دیا جہٹ پٹ
رو دی مین تن بانگی الامان جسسے
دیکہہ [illegible] کا یہ حال [illegible]

آپ عالمت سی اوسکو دہو دیوی / دہوکی ساری سیاہی کہو دیوی
نور افشان ہی یہ داستان سنکر / سویا بہرام اور وہ مہ پیکر

بعد ازین جب تک شہ بہرام / وار دنیا مین تہا نکو فرجام
صورت مہر و ماہ لیل و نہار / لیتا ہر برج مین تہا وہ قرار

یونہی ہر ہفتہ بس گذرتا تہا / ہفت گنبد مین عیش کرتا تہا
لیک یہ ہفت گنبد گردون / گہات مین اوسکی تہا بمکر و فسون

آخر اک روز اوسکو دم دیکر / ہفت گنبد سی کر دیا باہر
چرخ ہی ہفتہ دست اشہب بہول / دوستی پہ نہ اسکی جون گل بہول

گور سی اوسکو تہی نہین نسبت / گور نی اوس سی کی جو رغبت
تہا جو بہرام گور اوسکا نام / منزل گور ہی مین پایا مقام

وفات پانا بہرام گور کا گور کی جستجو مین اور جانا چاہ گور مین گور کے آرزو مین

یون بیان اب کری ہی سکار راز / قصہ بادشاہ گنبد ساز
یعنی تا سالہا شہ بہرام / ساتون گنبد مین تہا بعیش مدام

آخر اس گنبد فلک نی ہای / گنبد گور مین سلایا وای
گور افگن جو تہا یہ لیل و نہار / ہوگیا آپ گور کا وہ شکار

گور کو گور کی ہی از بس چاہ / گور نے گور کا دکہایا چاہ
بسکہ تہا گور کی شکار کا شوق / بعد مدت وہ پہر آیا ذوق

صبحدم ایک روز ہوکی سوار / گہر سی نکلا بہ جستجوی شکار
اشقر باد پا کو دشت بدشت / دیکی جولان وہ کرتا تہا گشت

گور کی جستجو مین مضطر سا / ہر طرف وحشیانہ پہرتا تہا
آہ کرتا تہا وہ گور تلاش / بلکہ کرتا تہا اپنی گور تلاش

بسکہ تیر اجل تہا اوسکا تیر / جان سی ماری سیکڑون نخچیر
پاڑہی آہو چکاری اور چیتل / صید اوسنی کئی بہ تیر اجل

پر تسلی ہوا نہ دل مضطر / تہی ہر اک آن گور ہی پہ نظر
اتنی مین ایک گور آہو وش / آہو چشمون سی شوخ او سرکش

تہا نہ وہ گور اک چہلاوا تہا / گور کیا اور اک چہلاوا تہا
شکم و پشت و پہلو اور سینہ / یون چمکتا تہا جیسی آئینہ

دلبرونکی طرح سی تہا چنچل / شکل سیماب تہی اسی چاکل
برق کی شکل سی کہا کی جہلک / کہ زمین پر تہا اور کہ بہ فلک

لنبیان لیتا یون وہ جاتا تہا / نظر آتا تہا اور نہ آتا تہا
تہا نہ وہ گور تہا فرشتہ مرگ / خط پشت اوسکا تہا نوشتہ مرگ

سامنی جب قضا کا رہ آیا / بس قضا کا پیام وہ لایا
دیکہتی ہی وہ گور دیدہ دلیر / لپکا بہرام اوسپہ صورت شیر

لیک اشقر کی آہ تیز دوی / گرد کو بہی نہ اوسکی پہونچی تہی
باگ کو اوسکی دی تہی اسنی چہوڑ / دوڑتا اوسکی پیچہی تہا گہوڑ

دور ہی سی تہا پر اوسی تکتا / سایہ کو اوسکی تہا نہ چہو سکتا
تیر پہ تیر کو لگاتا تہا / نصف رہ مین پہ رہ وہ جاتا تہا

چوکڑی بہر کی خالی ہی جو تیر / وہ بہلا کب کمند مین ہو اسیر
قادر انداز شاہ کہا کی خطا / کاٹ کاٹ اپنا ہاتہ کہاتا تہا

ناگہان ہو وہ اوس دشت مین آہ / سامنی آیا ایک اندہا چاہ
صید خائف وہ گور رہ بقضا / بہاگا جاتی تہا تیر سا جو چلا

گر پڑا قعر چاہ مین یکبار / سرنگون کہاتا ٹہوکرین وہ چار
ساتہ ہی اوسکی شاہ کا اشقر / گر پڑا اوسمین شاہ کو لیکر
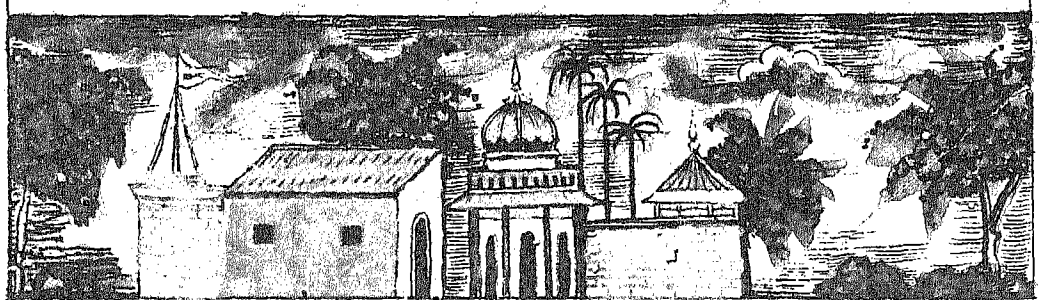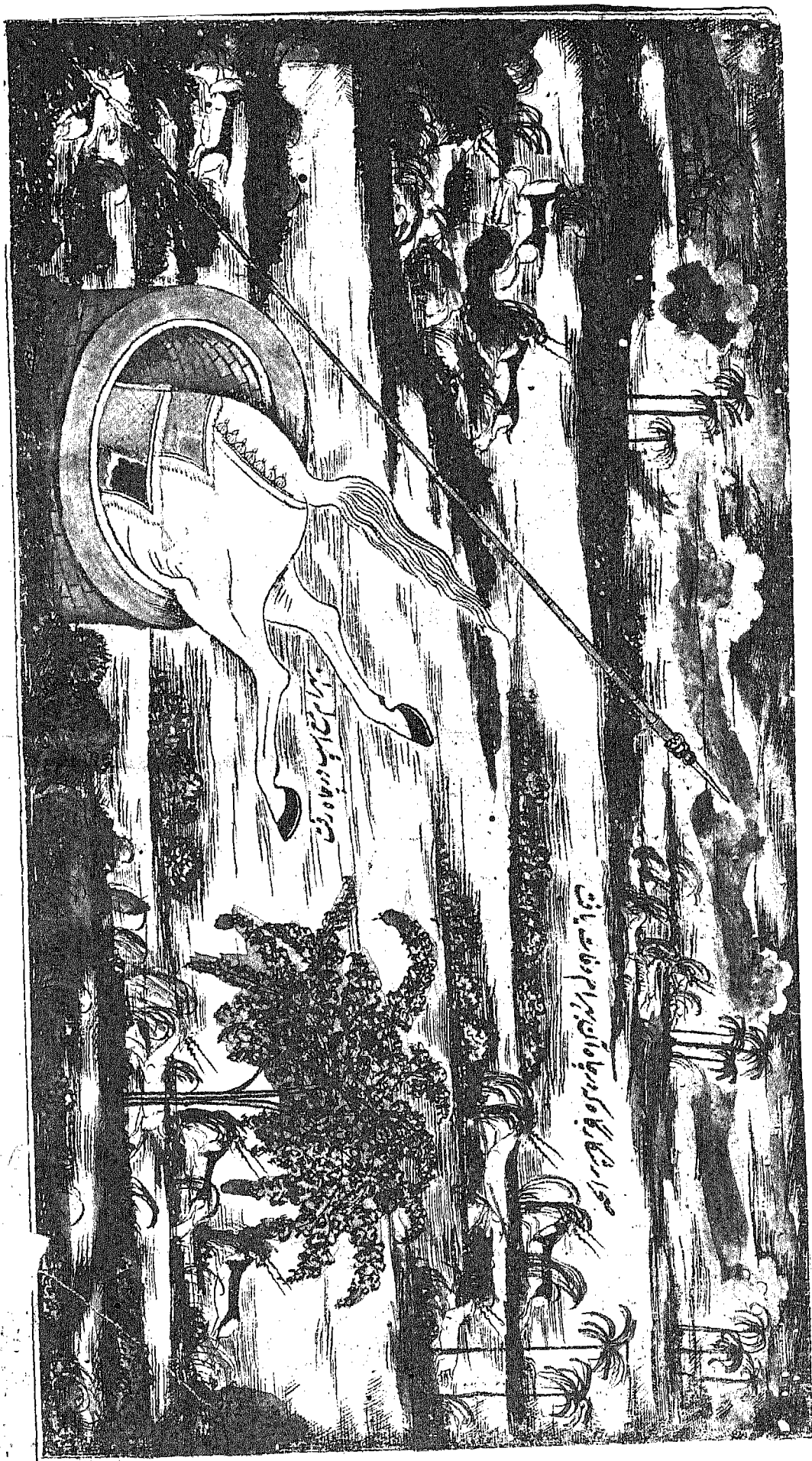
خانہ سور دور سی ہی یہ بات
ہی مثل یہ قضا جب آتی ہی
قصہ کوتاہ لوگ دو لیتی جاہ
جا ہی جب آفتاب زیر زمین
کھینچکر کوفت سب ہی ہلکان
شکل گہوڑی کی تہی ہوئی اس شکل
کہود کر ہر طرف زمین ڈھونڈھا
جا ہی جو گور مین زکشور کون
خاک مین مشت خاک جب ملجا ہی
پہر اس خاک کا سدا ہی کام
گر ہی خاکی تو خاکساری کر
خاک بہرام کی بہت چہانی
تا بمقدور کی اونہون نی تلاش
سینہ پر غبار و چشم پر آب
ایک مدت تلک رہی گریان
تہا نہ وہ صبر بلکہ تہی غفلت
ہو وہی خانہ خراب غفلت کا
ہر دم از عمر میرود نفسی
سوتا کس نیند ہی تو ای بہائی
کیا یہ غفلت ہی ہای نادانی
قافلہ عمر کا ہر ایک نفس
گریہ کیونکر نہ تیری حال پہ آئی
خجل آنکس کہ رفت و کار نساخت
برگ عیشی بگور خویش فرست
حال سی رفتگان کی لی عبرت
نی سکندر رہا نہ دارا آہ
نی تو باقی رہی نہ آہ یہان

دیکھی تہا جو ہو گو اندہیری آ
بدتر از گور کر دکہاتی ہی
لی طنابین راز او تری بیجاہ
آدمی سی نکل سکی ہی کہین
نہ ملا نام کو پہر اوسکا نشان
طفل اسپ کلی کو لی جس شکل
گنج کاوان ملا پہ وہ نہ ملا
پہیر اوسکو پہر اکی لا دیکھین
خاک پہر کوئی خاک اوسکی پای
خاک پائی وہ پہر گلی بہرام
آتش کبر اور ہوا سی گذر
پہ نہی دشوار خاک و پانی
کر جگر مین زمین کی جو بہ خراش
ایک گہر کو پہر آ خانہ خراب
سوز بہرام سے جگر بریان
قاطع رشتہ بندی الفت
دور ہوتا حجاب غفلت کا
چون نگہ می کنم نماند بسی
عمر ہونی تمام اب آئی
سوچ اس بات کو مری جانی
مرحلہ سخت ہی بیانگ جرس
ہی مسافر تو اس سرای مین ہای
کوس رحلت زدند و بار نساخت
کس نیارد ز پس تو پیش فرست
نیک بد کر گئی سبھی رحلت
نی سلیمان سا شاہ عالیجاہ
نام ہی انکا رہ گیا بجہان

سو زر و سن مین جس پاس کای
گور کی چاہ سے نہ بنا کر گور
خاک تا ہی تلک بہت چہانی
تہا وہ پہر زمین زمین مین گیا
ڈہونڈہا جب خوب سا شب آخر کا
پہتہر و نسی کچل کہ سر آتا
تہا وہ گنج روان نقد روان
کہود کر دیکہی زمین مین مغاک
خاک اس خاک پہ جو آئی مین
جب ہوا ہی بہائی اسکی جان پیچ
کر بہ حسرت کی ہی گئی تجکو نگاہ
کہود کر خاک پہونچی جا تا آب
ہو گئی ناچار سب نکل وہان ہی
ماتمی مین کر لیا بس کہود
آخر الامر جان لا حاصل
یہ بہی غفلت ہماری ہی بخدا
خوف عقبی اسی سے ہی مین غافل
خواب غفلت ولا یہ کہتا کی
ایکہ پنجاہ رفت و در خوابی
عمر بر بست و آفتاب تموز
منزل کوچ مین ہی تو دن رات
وان ہی نقارہ کوچ کا ہوتا
ایکدن اوس سے آنکہ ہی جانا
کہولکر آنکہ ای برادر دیکہ
نہ فریدون ہا نہ یان ضحاک
یان نہ جمشید کا رہا کچھ زور
بس یہ بہتر ہی سوچ ٹک اسکو

نہ دکہایا خدا کی [illegible]
لا گرا ہی دیا بچاہ گور
نکلا پہ وہ ماہ کنعانی
کب نکالی سے وہ نکلتا تہا
پایا گہوڑی کو پہ ملا نہ سوار
یا کہ تہیلی مین کوئی بہری آٹا
جب زمین مین گیا تو پائی کہان
خاک چہانی ہوا نہ حاصل خاک
خاک نی خاک مین ملائی ہین
خاک شو پیش از آنکہ خاک شوی
خاک بہرام پہ نظر کر آہ
نہ ملا ایک ذرہ نایاب
خاک سر پہ اوڑا اکی اشک بہائی
بن کی سنسا بصورت دود
سر کبہی چہانی پہ اپنی صبر کی سل
نام غفلت کا ہی جو صبر کہا
عمر جاتی سے چلی ہی لا حاصل
ہا ہی نادان خبر تجہی کچھ ہی
مگر این پنج روز دریابی
اندکی ماند و خواجہ غرہ ہنوز
غفلت سے ابہی ہی تجہی یہہ بات
غافل اس جا ہی تو بڑا سوتا
توشہ لی لی کہ پہر نہین آتا
چونک کر خواب سی نظر بہر دیکہ
خاک مین مل گئی اونہونکی خاک
جہانکی بہرام گور نی بہی گور
سمجہا غافل نہ آہ تو بہی ہمو

حرف لکہنی پہ دل سی ہی شیدا
لکہہ سکین خاک اک نہ مصرع بہی
ایسی ہی لی بصیرتون پر یہ
ای حقیقت یہ کیا ہی قیل و قال
منفعل تک تو اپنی دل مین ہو
رشک جب مجہ لی مین آئنی کی ہو
طفل مکتب ہی آپ تو یہہ بات
لکہنی کی ربط چند یہ اشعار
جا بہ کنج خمول بیٹہ کہین
جبکہ مین دیکہتا ہون اورون کو
سر کو زانو پہ جون قلم رکہکر
دعوی شاعری زبان پہ گراہی
میری استاد کا تہا فیض مجہی
چند یہ شعر جو سکی موزون
مصرع اک سا لکہا مین ہی جدا
ربط ہی اسکا ہی جہتا مجہی
آمرا اسکا جو دل مرا یہ ہوا
یعنی کیا زیست کا بہروسا ہی
یادگاری کز آدمی ادا ست
حق مطلق سی ہی یہ مجکو امید
ذہن ناقص مین جبکہ یہ آیا
کر کی کاغذ قلم دوات بہم
اک تو تہا مین اسیر دام مرض
تب بواسیر اور درد مراق
اس سے اور تہی بہت آلام
تیسری روزگار کا عالم
صبح سی اک پہر تلک ای یار

جون قلم دو زبان کرین پیدا
پر مٹانی کو ہین بڑی آمادہ
ہی کہاوت زبان دیکہ دمہ
شرم کر کر رہا ہی کیا یہ مقال
خود فضیحت نصیحت اورونکو
روشنی خاک بخشی غیرونکو
چہوٹا منہ اور بڑی یہ کہنی بات
فخر ہی استقدر تجہی ای یار
مرد میدان شاعری تو نہین
حاشا کلا گہمنڈ اگر مجہی ہو
گریہ کرتا ہون آپ اپنی پر
شمع سان تو زبان سی جل جاتو
جو یہ موزون چند شعر ہوی
انکی بی ربطی سی مجل خود ہون
ہوتا موزون نہین بہی ایسا
شعر برجستہ پہر ہون کیا مجہی
امتثالاً لامر جان سبہی کہا
اس سی بی اعتبار تر نہین شی
سخن است و دگر ہمہ باد است
کہ رہون اس سی مزہ جاوید
اسکو مین قید نظم مین لایا
حوصلی کی موافق ای ہمدم
مجکو انواع کی مرض تہی غرض
انکی ہاتہون سی ہی بہا جینا شاق
لون مین کس کس کا تیری آگی نام
تہا نہ کچہ اختیار کا عالم
تہا فراغ اور باقی تہا دربار

ہیچ مین اونسی ہون مین جون نامہ
آپ پر عیب سی ہین سراسر
کاٹا دیکہی نہ ٹینٹ اپنا واہ
اورونکا یون کری ہی نقص عیان
عجز نادانی مین تو خود ہی غریق
تنگ کرتی ہی اپنی دلکا دق
بی تعقل دل کا خیر و نادانی
لاف ہی شاعری کی تجکو اونہ
یارو مین معترف ہون خود بقصور
آپ کو خوب مین سمجہتا ہون
دعوی شاعری نہین مجکو
نسبت اس فن سی ہی بہلا مجہی کیا
ہی یہ فیضان حضرت جرأت
دل کی کہنی سی یہ کہی اشعار
چاہی اسکو روز و شب کی مشق
ہی مثل یہ جہان مین مشہور
جی مین یہ بات سوچ کر ای یار
یادگار اپنا کچہ تو یان رہ جاتی
باقی رہنی کا مین نہین ناکام
این ورق کز نشاط دارد بہر
تہا پریشان اگرچہ دل میرا
سخن آرا ہوا مین جون خامہ
درد سر سرفہ اور نفث الدم
دق و حکہ اور خارش و داغ
لاحق افکار دنیوی تسہید
فرصت اسکی سبب تہی کم ہم
اتنی فرصت مین ہی غرض کہ مدام

شق ہی سینہ بصورت خامہ
نسو اورونکی عیب پہ ہی نظر
پہٹی اورون کی تاکتا پہری آہ
اپنی کرتا ہی عیب کیون پنہان
جہل کا ہو رہا ہی آپ سی فتور
بخشش جو ہر اورکو تب نور
نہ کر اب زانو پی سبق خوانی
بس اسی منہ پہ بار بیٹہی منہ
کو سون ہون لاف شاعری سی دور
اپنی کیا بی سلیقگی مین کہون
نسبت اس سخن سی نہین مجکو
خوان استادونکا ہون زلہ ربا
ورنہ کیا شعر سی مجہی نسبت
ورنہ کیا شعر سی مجہی سروکار
جسطرح سی ہی اور سبکی مشق
یعنی یا مور ہی ابہی مقدور
کی جگر کاوی اس مین لیل و نہار
دم کا کیا اعتبار آئی نہ آئی
باقی رہ جائیگا یہ اس سی نام
یادگاریست از من اندر دہر
لفظ و معنی کو جمع کر یک جا
تا ہوا نقش گیر یہ نامہ
تنزلی سی ناک مین تہا پہونچا دم
کر ہی سی تہی جو سی ہی پیدا درد
اتکہان پہر فکر شعر ہو کیونکر
دم بہی لی سکتا تہا نہین مضطر
مشتغل تہی اپنی فن است کی کام

مثنوی ہشت گلزار
حقیقت
محمد مصطفی خان خلف حاجی محمد روشن خان مرحوم
تاریخ طبع از اشرف علی اشرف
قطعہ
سنہ ۱۲۶۷